



صفحہ، پر آپ کے لئے

ایک اہم مضمون



لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِينَ

(النمر - ۶۵)

”اے نبیؐ! اگر تم نے (بفرض محال) شرک
کیا تو تمہارا سرمایہ عمل ضائع ہو جائے گا۔
اور تم خسارہ میں رہو گے۔“



Almighty
Allah.

مدیر مسئول: ابو عبد اللہ



ہوش مندوں کے پکار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲﴾ رَبَّنَا اِنَّكَ
اَخْرَيْتَهُ وَاَظْلَمٰیْمَیْنِ مِنْ اَنْصَارِ ﴿۳﴾ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادًیًا یُنَادِیَ لِلْاٰیْمٰنِ اَنْ اٰمِنُوْا
بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مِنَ الْاَنْبَارِ ﴿۴﴾ رَبَّنَا وَاِنَّا
مَا وَعَدْتُنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا نَخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَمَةِ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْوَعْدَ ﴿۵﴾

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری
ہے آسمان میں ان پر شمس و لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اُٹھتے،
بیٹھتے اور بیٹھتے، ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت
میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اُٹھتے ہیں) ”پروردگار، یہ
سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے
کو جث کام کرے پس اسے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائے
تو نے جسے دوزخ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا،
اور پھر ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ مالک، ہم نے ایک پکارنے
والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو
ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی پس اسے ہمارے آقا، جو قصور ہم سے
ہوتے ہیں ان سے درگزر فرما، جو زبانیاں ہم میں ہیں انہیں دور کر دے
اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے اللہ، جو وعدے تو نے
اپنے رسولوں کے ذریعہ سے کیے ہیں ان کو ہمارے ساتھ پورا کر اور قیامت
کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے
والا نہیں ہے۔“

ہمیں آپ کا پیسہ نہیں چاہیے!

عزیز دوستو اور محترم ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لیجئے چھ ماہ بعد "حبیب اللہ" کی تیسری اشاعت حاضر ہے۔ ٹھیکوں کا اصرار اور ہماری اپنی خواہش مجموعہ یہی ہے کہ "حبیب اللہ" سے آپ کی ہر ماہ ملاقات ہو، مگر کیا کریں! ہمارے پاس مسائل زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم۔ سب سے بڑا مسئلہ مالیات کا ہے، ہماری اتفاق فی سبیل اللہ کی اپیل کا اس جوثر و جذبے کے بغیر مقدم نہیں ہو جس کی ہمیں بجا طور سے توقع تھی لیکن پھر بھی ہم اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ حضرات جو غرض یہ سمجھ کر کہ ہم بھی اور ان کی طرح "ایک نیک اور اچھا کام" کر رہے ہیں مالی تعاون پر آمادہ ہیں ان سے ہمارا کہنا یہ ہے کہ حضور ہمیں آپ کا پیسہ نہیں چاہیے۔

ہماری یہ اپیل تو صرف انہی لوگوں سے ہے جو ایک الہ و امد پر ایمان رکھتے ہوئے صرف اسی کو اپنا حاجت روا، کارساز، مشکل کشا، داتا، و شفیق قرار دیں اور غوث الاعظم سمجھ کر بغیر کسی واسطہ و پہلے کے براہ راست اسی سے دعائیں مانگتے ہوں اس کی ذات و صفات میں کسی بھی طریقے سے کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول مانتے ہوئے اس بات کا یقین رکھتے ہوں کہ وہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام "الوسید" میں زندہ ہیں مگر انہیں اس دنیا کی کوئی خبر نہیں کہ ان کے اور دنیا کے درمیان کیا امت تنگ کے لئے بزرخ کی آڑ ہے اور درود و سلام کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور ہی پیش ہوتے ہیں۔

ایکھاں کی اس مناد عقیدہ توحید کے علاوہ چار دوسرے ارکان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی متعلقہ شرائط کے ساتھ پوری ایمان داری سے ادا کرتے ہوں اور خاص کر نماز جیسی قیمتی و بیش بہا عبادت جس کی ادائیگی ہر چھپے ہوئے امیر و غریب، مرد و زن، مسلمان و کافر میں پانچ مرتبہ فرض ہے، اس سے پورے تقاضوں کے ساتھ عہدہ برآ ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو الذین ہم علیٰ صلواتہم یحافظون، اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر ایک نماز پڑھانے والے کے پیچھے گھڑے ہو کر اپنی قیمتی نمازیں ضائع کریں۔ بلکہ اپنی نمازوں کی حفاظت کی خاطر کسی کو بھی اپنا امام و مہتمم

بنائے سے پہلے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کے ایمان میں کوئی خرابی تو نہیں۔ جس کی اقتدار میں ہم ایک اللہ کے آجے جھٹکنے والے ہیں، کیا اس کے اپنے عقیدے میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش تو نہیں۔ انہیں یہ امام صاحب ہمارے پیارے رسولؐ (فداہی والی) کو زندہ درگور سمجھ کر یہ عقیدہ تو نہیں رکھتے کہ اگر مدینہ پہنچ کر قبر نبویؐ پر سلام کیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سُن لیتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یا ہمارے درود و سلام کے اعمال اللہ تعالیٰ کے بجائے نبی کریمؐ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ایک بات اس کے عقیدے میں پائی جائے تو پھر وہ ایسے شخص کو امام بنا کر اپنی نمازیں ضائع نہیں کرتے۔ ظاہر ہے جس شخص کے ایمان کا سنگ بنیاد عقیدہ ہی درست نہیں تو اس کی اپنی نماز کیا ہوگی؟ چہ جائیکہ اسے امامت کا نازک و ذلیل وار منصب پیش کیا جائے۔

اس بارے میں قرآن حکیم میں واضح آیات ہیں کہ — ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتیا موقوتہ ۱۰۳ (النساء) ہے شکی نماز صرف، مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔ اس سے پہلے سورۃ البقرہ میں فرمایا گیا ہے۔ — و ارجعوا صلاتکم — (البقرہ) "اور رکوع کرو رکوع کرو کرنے والوں کے ساتھ۔"

اب اگر کوئی قرآن و حدیث کی بنیاد پر قائم اس عقیدے سے اتفاق کرتا ہے تو وہ — ہمارا ساتھی اور ہمارا دینی بھائی ہے۔ اس سے ہمیں زمین الی تعاون کی امید ہے بلکہ ہم یقین ہے کہ وہ فریضہ تراویح و یحییٰ الحق کی ادائیگی میں بھی پورا پورا ساتھ دے گا اور ہمارے قدموں سے قدم ملا کر چلے گا ۱۰ اپنے اوقات اور اپنی ترانیوں و صلوات میں جو ایک اللہ کے دین کی سرپرستی و سرفرازی کے لئے وقف کر دے گا اور اگر خدا نخواستہ وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر اسے چاہیے کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور اپنا جواب سوچ لے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ
آپ سب کا

ابو عبد اللہ
یکم ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

۱۔ ایسے شخص پر جس کا عقیدہ خراب ہو اور وہ اپنی فتنہ انگیزی کے باعث کچھ باوجود وہ اپنے مشرکان و عقائد پر مجبور ہے تو اس پر نماز ہی کیا۔ حج و عمرہ اور زکوٰۃ کی بھی فرض نہیں اور اگر اس پر کچھ فرض ہے تو وہ جہنم کا دعوتی ہو گا۔ — (الایہ کو وہ خط بھی دل سے اپنے مشرکان و عقائد کے تکرار سے اور اسے ایک مالک کی بندگی کی طرف پلٹ آئے۔

دارِ ارفتم

دعوتِ ایمان کا پہلا مرکز

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حق شناس نوجوان کے جذبہ ایمان و ایمان سے بہت خوش ہوئے اور ان کی پیشکش کو قبول کر کے ان کے حق میں دعا فرمائی اس کے بعد اس مکان کو اہل ایمان کے اجتماع اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنا دیا۔ اس طرح نوجوان ابو عبد اللہ ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک ”دارِ ارقم“ کو انتہائی مشکل اور ناموافق حالات میں ”دارِ الاسلام“ بننے کا لازوال اور عظیم شرف بخشا۔

یہ نوجوان ابو عبد اللہ ارقمؓ ابو جہل کے قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جو قریش کا بڑا معزز اور با اختیار قبیلہ تھا۔ دورِ جہالت میں نوحہ کی کسمپاسی سالاری اور فوجی امور سے متعلق انتظام کا منصب اسی خاندان کے سپرد تھا۔ ان کے دادا ابو جندب اسد بن عبد اللہ جو اہم المؤمنین ام سلمہؓ، احمد خالد بن ولید کے دادا کے بھائی تھے۔ مکہ کے ممتاز دوسار میں شمار ہوتے تھے۔

ان کا سلسلہ نسب مگر بن کعب پر غی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے مل جاتا ہے۔ تاریخ میں آپ کے حلقہٴ بگوش ایمان ہونے کے سلسلے میں مختلف آراء ملتی ہیں۔ تاہم یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ آپ مابینوں فی الاسلام میں سے تھے اور پہلے تین سالوں کے اندر ہی اس سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ اس سعادت کے علاوہ آپ کو ”صرف“ بدی“ ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے۔ بلکہ بد کے علاوہ دوسرے تمام اہم غزوات میں بھی آپ نبی صلعم ہمراہ رہے۔

مسند نبویؐ یعنی شعب ابی طالب کی مصدقہ کے آغاز تک یہ مکان دعوتِ ایمان کا مرکز رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عرصے میں دارِ ارقم ہی میں رہتے تھے۔ اسی جگہ ایمان لانے والے اگر آپ کے پاس جمع ہوتے تھے اور مکان کا دروازہ بند کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہیں اگر نئے لوگ بھی ایمان قبول کرتے تھے۔ دارِ ارقم کو بلاشبہ مسلمانوں کی پناہ گاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ مسلسل اسی میں عقیدہ ہو کر رہ گئے تھے۔ چنانچہ جب نبوت کے چوتھے سال کے آغاز میں اللہ تعالیٰ

نبوت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد تین برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم طریقے سے تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس دوران کئی مسلم الفطرت شخصیات دعوتِ ایمان قبول کر چکی تھیں اور ایک چراغِ ایمان سے دوسرا چراغ روشن کرنے کی ممکنہ کوشش ہو رہی تھی تاکہ کفر و شرک کی تاریکی ختم ہو اور ایمان اور اسلام کے اجالے میں انسانیت کو زندگی رب کا راستہ بھائی دے۔ اس عرصے میں اہل حق چھپ چھپا کر نماز ادا کرتے تھے تاکہ مشرکین قریش کو ان کے ایمان قبول کرنے کا علم نہ ہو سکے۔ لیکن تمام تر احتیاط کے باوجود کفار مکہ کو اس کی خبر ہو ہی جاتی کہ ان کے بھائی بندگان میں سے کچھ افراد نے اپنے آبائی دین کو ترک کر کے ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے اور اس کے مطابق طریقہٴ عبادت بھی مختلف ایجاد کیا ہے۔ یہ صورت حال ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھی۔ چنانچہ وہ اسی ٹوہ میں رہتے تھے کہ کسی مسلمان کو اپنے رواجی طریقے سے ہٹ کر عبادت کرتے دیکھیں اور اس کی پوری طرح خبر لیں۔

اسی دوران دو چار واقعات بھی ایسے پیش آئے جن میں اس طرح نماز پڑھنے والے اہل ایمان پر مشرکین حملہ آور ہوئے۔ بعض پر سختیاں بھی ہوئیں جو اب ایمان والوں نے بھی مزاحمت کی۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ حالات اس وقت کسی تضاد کی صورت اختیار کر جائیں۔ لہذا آپ کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کو مکہ میں کوئی ایسا محفوظ مقام میسر آجائے جہاں کافروں کے حملہ کا ڈر نہ ہو اور وہ وہاں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر دیا کریں ابھی ایسی کسی جگہ کی تلاش جاری تھی کہ ایک روز ایک نوجوان جن کا نام ابو عبد اللہ ارقمؓ بن ابی ارقم تھا۔ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ (صلعم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، میرا وسیع مکان کوہِ صفا کے دامن میں بیت اللہ کے قریب واقع ہے۔ میں اسے آپ کے حوالے کرنا چاہوں۔ مسلمان اس میں جمع ہو کر جہاں بھی کریں۔ مشرکین کی مجال نہیں کہ اس مکان میں داخل ہو سکیں۔

“فَأَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۖ

(اعظام) اپنی برعلاسا سنا ہے اور مشرکین کی پروردہ سمجھتے (تواللہ کے
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم غلطیہ دعوت ایمان کا کلام شروع کر دیا آپ کبھی تنہا اور
 کبھی چند ساتھیوں کے ہمراہ دارالرقم سے نکل کر دعوت عام دیتے اور لوگوں کو الہ واحد
 کی بندگی اور شرک سے اجتناب کی تلقین فرماتے۔ اس طرح جب آپ نے دین کی بنیادیں
 دعوت کا آغاز کیا اور لوگوں کو کھلی کر چایا کہ تمہارا خالق مالک اور رب صرف ایک
 ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے وہی ایک ہستی بندگی کے لائق ہے۔ وہی ایک
 دانہ کسٹیکر، مشکل کشا۔ بندہ پروردہ فریاد رس ہے۔ وہی ایک ذات تمام شکر و
 سپاس کی سزاوار ہے۔ اس نے خلوص کے ساتھ اسی کو پکارا۔ اس کے نام کی قربانی
 اور نذرانہ دیا ورنہ اللہ کو چھوڑ کر تم نے الہ بنائے ہیں ان کے پاس کوئی اختیار
 نہیں۔ تو ہر طرف اگ لگ گئی۔ مخالفین کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ جو آپ
 کو آنکھوں پر بٹھاتے تھے آپ کی دیانت، امانت، صدق اور اعلیٰ کردار کے حامل
 ہونے کے معترف تھے دشمن جاں بن گئے۔ تاہم مخالفین کے اس دور میں بھی دعوت
 حق کا کام برابر جا رہا۔ یہاں تک کہ سلسلہ نبوی میں آپ کے چچا حمزہ ابنہ
 عبدالمطلب کو اللہ نے ایمان قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ ان کے تین دن بعد عمر ابن
 الخطاب نے اسی مکان میں اگر ایمان قبول کیا۔ ان دو بہادر وادبا شہنشاہات کا قبول
 اسلام اہل ایمان کے لئے زبردست تقویت کا باعث بنا۔ بعض روایات کے بموجب
 عرفانہ قیام مومنین کو ساتھ لیکر دارالرقم سے نکلے اور علی الاعلان بیت اللہ
 میں جا کر نماز ادا کی۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ خدا کی قسم جب تک عمر
 اسلام نہ لائے ہم کعبہ کے گرد نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

اہل ایمان کی تعداد اور قوت میں یہ اعزاز کفار و قریش کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھا۔ لہذا انہوں نے اس صورت حال سے براہ فرختہ ہو کر آپس میں ملے کیا کہ جب تک غوثِ مہاشم اور غوثِ مقلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے نہ کر دیں ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیتے جائیں۔ آپ کے خاندان والوں نے آپ سے اختلاف کے باوجود آپ کا ساتھ دیا۔ چنانچہ وہ تین سال تک مشعب بنی خالب میں محصور رہ کر آپ کے ساتھ انتہائی صبر و آزما مصائب و مصائب برداشت کرتے رہے، دارا تم کو اس محصوری کے آغاز تک دھوپ و دین کے مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔

ابو عبد اللہ ارقمؓ نے اپنے اس مکان کو اس کی اہمیت کے پیش نظر وقت کی حیثیت سے دی تھی۔ تاکہ یہ بیع و وراثت کے جھگڑوں سے محفوظ رہے۔ تاہم ان کی وفات کے بعد بھی یہ مکان اللہ کے خاندان کے قبضے میں رہا۔ اس میں ایک عبادت گاہ بھی تھی۔ کعبہ منقوی کے قریب یہ مکان ایسے مقام پر تھا کہ حج کے موقع پر حریب لوگ صفاد و مروہ کے درمیان سکی سکتے توفہ اس کے دروازے پر سے ہو کر گزرتے تھے۔ بعد میں مختلف ادوار میں اس کی تعمیر و مرمت میں تبدیلیاں آتی رہیں۔ لیکن یہ جگہ ہمیشہ اسی نام "دار ارقم" سے معروف رہا۔

دعوتِ ایمان کا یہ پہلا مرکز اگرچہ اس وقت حرمِ بیت اللہ کا حصہ
ہو گیا ہے۔ لیکن "آبادِ قلم" اللہ کے بنی معظم کے اس بارِ غلوں سے اسحقی کے اشارے
کی انتہائی تابناک مثال کی حیثیت سے ہمیشہ اہل ایمان کے خونِ کوکثر مانا
رہے گا۔



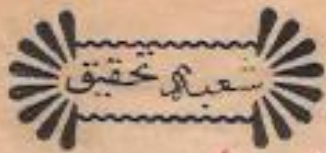
اللہ کی راہ میں نکلتا !

دعوت الی اللہ

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس بندہ کے لئے اللہ کی بات کو کچھ بھلائی ہے وہ مرنے کے بعد یہ نہیں چاہتا کہ دنیا کی طرف لوٹ آئے چاہے اسے دنیا کی ہر چیز دے دی جائے۔ مگر شہید ————— ہو جائے اس کے کہ وہ شہادت کی فضیلت کو دیکھتا ہے۔ لہذا وہ اس بات کو پسند کرنا ہے کہ دنیا کی طرف لوٹ کر آئے اور دوبارہ قتل کیا جائے۔

عقیدہ کہتے ہیں کہ جیسے انسان بن ماک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت کرتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں صبح و شام کو تھوڑی دیر چٹا تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور بے شک جنت میں تمہارے لئے ایک چھوٹی سی جگہ جو ایک کان یا ایک کورس کے برابر ہو تمام دنیا و ما فیہا سے اچھی ہے اور اگر اہل جنت میں سے کوئی عورت زمین پر آجائے تو وہ تمام فضا کو جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے روشن کر دے گی اور جو مشیتوں سے بھر دے گی۔
اور بے شک اس کا وہ پتہ جو اس کے سر پر ہے تمام دنیا و ما فیہا سے اعلیٰ و افضل ہے۔

(دواۓ البخاری)



قرآن و حدیث

اور

ہمارے کرم فرما!!

تحقیق و نظر

... عبدالقادر سومرو، کراچی

اور تمام سچی باتیں جانیں۔

۳

✓ صحیح الدین عبدالقادر جیلانی، علیٰ ہجویری المعروف داتا گنج بخش، محمد بن عبدالوہاب
 شاہ ولی اللہ اور ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم جیسے حضرات مذہبی دنیا کے اتنے بڑے اور بھاری بھر کم نام ہیں کہ ان
 کا ذکر آتے ہی نظریں عقیدت سے بوجھ سے خود بخود جھکنے لگتی ہیں۔ لیکن قرآن و حدیث کے مطالعے کے ساتھ ساتھ ان
 کی تحریریں بھی پڑھی جائیں تو عقل حیران و ششدر رہ جاتی ہے!! آدمی ان حضرات کی باتوں کو تسلیم کرے یا قرآن و
 حدیث کی بات مانے۔ ؟

ع ناطقے سو بگرمیاں بھے کیا کیئے!

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ: ۴۴)
 ”اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔“

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ: ۴۵)
 ”اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔“

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدہ: ۴۶)
 ”اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔“

اب ہم اہل حدیث علماء کی تحریروں کے کچھ حصے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جو اہل حدیث علماء کے شرکیہ اعمال پر بطور تنقید لکھے گئے۔ تاکہ مندرجہ بالا فلسفہ اور استنباطیہ کلمات کی حقیقت واضح ہو جائے۔ ملاحظہ کیجئے۔

پہلا نمونہ

۹۵

ہے۔ اور اہل بدعت کے خیالات، باطل اور عقائد عامہ کو تقویت دیتے ہیں۔ لہذا اس سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔

دوسرا نمونہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعویذات شرعیہ کی حقیقت

ابو عبد اللہ شاہ محمد ربانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور القیام

تعویذ کرنا دجال جہنم رسید ہو گا

وہابی یقین فرمائیے کہ کسی کے ساتھ دعوت نہیں ہر ممالک کی تعداد کروڑوں
ہو جی میں قرن والحدیث ہے توحید کا شیعہ اور شرک و بدعت کا دشمن ہے مگر بعض جہانی
سوچتے ہو گئے کہ یہ اسرار اصحاب کتب و کتبہم اور ان کے لئے کام لکھ کر بطور تعویذ
پہنچائیں مگر شرک و کفر کے لئے یہ دعویٰ کا یہ بہترین اور خوب تعویذ ہے چرچہ موجود ہے
کہ جسے میں چاہوں دارالعلوم دیوبند کے کیریلو خان کا یہ تعویذ تھا جس کا ذکر کرتے ہوئے
عالم اور ایک ہزار کتب کے مصنف اور دیوبندی دنیا کے حکیم اہل سنت مولوی اشرف علی تھانی
نے بھی کیا ہے اور پھر اسرار اصحاب کتب اور کتبہ کے وہ تعویذ تو مشہور ہیں لیکن یہی دیوبندی
اور اہل حدیث کے متعلق علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنی کتاب میں
لکھا ہے انہی اہل بدعت کے عقائد میں قرآن مجید کے کلمہ کو لکھ کر اس کے لئے تعویذ کرنا تو شرک
کے جھگڑاؤں کا ایک اور نمونہ ہے اور یہ دعویٰ کہ اس کے لئے تعویذ کرنا شرک ہے اس کا جواب بھی میں
مولوی محمد امجد علی تھانی نے بھی اسی تعویذ اسلام و اصحاب کتب کے برکات لکھے ہیں اور
یہ تعویذ اسلام و اصحاب کتب اور ان کے لئے دعا تو اس قدسان کا خوب اور محبوب تھا
کہ وہ اپنے اصحاب اور اپنے علم کے کتبہ اور کتبہ پر بھی اسی تعویذ کو درج کر کے اس کے
ان کی وفات کے بعد ان کے متقدمین اس تعویذ کی اشاعت کر کے شرک کر کے والوں کے
معاذ ہے جو کہ میں آج ان کے عقائد میں محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع مسجد
اہل حدیث جن ایک سیکولر شخص تھے یہ تعویذ لکھا جو چھاپا سو ہے اور تعویذ اسوا ایک
دوبارہ لکھا ہے۔ جو بریلوی کو کثرت لے جاتے ہیں اور مولوی گروپ کے دیوبندی اور
میرنگون عقیدہ کے اہل حدیث میں لیتے تو بچے ہیں کہ وہ شرک و کفر کے لئے تعویذ لکھ کر
لے جاتے ہیں کیونکہ بیرون جہنم کے ایک جید عالم کا فرمودہ اور عرب تعویذ ہے مگر بعض اہل

۹۶

اصحاب کتب کا توکل

بعض علماء فرشتوں اور بزرگوں کے ناموں سے تعویذ لکھتے ہیں اور
ان میں تاثیر تصور کر کے ان سے توسل کرتے ہیں اور شرک حاصل کرتے
ہیں۔ جو بالکل ناجائز ہے۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب "القول الجلیل"
میں اور حافظ محمد صاحب کھوکھڑے نے "زینت الاسلام" میں دفع
جہات کے سلسلہ میں اسرار اصحاب کتب کا تعویذ دفع کیا ہے۔
شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی
علیہ الرحمۃ نے "زینت الاسلام" کے حوالے سے اپنی کتاب "تفسیر سورۃ
کہف" کے دیباچہ ص ۲ پر اسرار اصحاب کتب کے برکات
کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔

ہمارے ان بزرگوں نے ان ناموں سے جو توسل یا بفعل کیلئے
اور استدلال کاہر کر ہے۔ جس سے ان ناموں میں تقی اور دفع ضرر
کی تاثیر ظاہر کی ہے۔ یہ کسی نفس شرعی سے ثابت نہیں ہے۔ ان ناموں
سے اس طرح توسل اور شرک حاصل کرنے سے شرک اور بدعت سمجھنی

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُتَدَبَّرُ بِہٖ

احکام

دُعاء اور توسل

حضرت مولانا محمد علی صاحب جانپاز



ہشتر

عطا الرحمن اشرف جامع ابراہیم سیالکوٹی

علاء میں شرک نہیں۔ اور شرع تعویذ پر زور دینا مطلقاً درست نہیں بلکہ اس شرک و بدعت
کو نہ کرنا لازم ہے۔ باقی باب اسرار اصحاب کتب

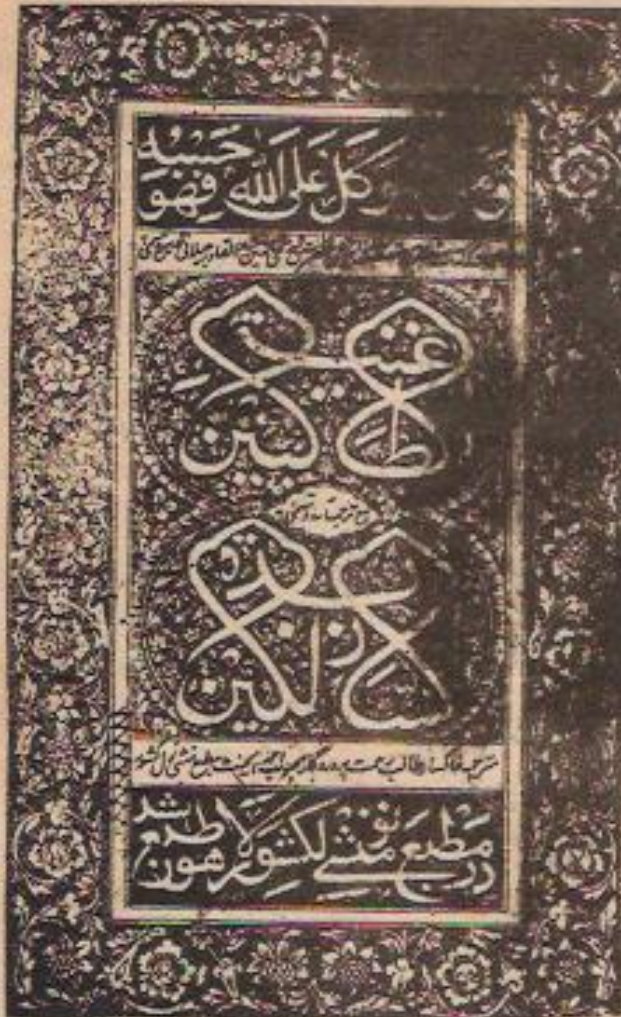
9

امران کے اندر ان حدیث کے خلاف سائنس ایک ہی میں ٹکراتے ہیں تو ہر حقیر صاحب
صاحب کی کتاب اللہ اور اللہ اور اللہ کے اندر ہے حد شرک ہے (جس کی تفصیل بھی انشاء اللہ
کتاب کی نوکریوں میں حافظ محمد صاحب کھوکھڑے کی کتاب "زینت الاسلام" میں کے اندر
شرک کے اندر ہیں کیوں سینے سے لگائیں اور شیخ محمد کتب کی کہیں اشاعت کریں۔ اور اس
طرح حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی تفسیر سورۃ کہف میں اسرار اصحاب کتب اور ان
کے لئے کام لکھ کر تعویذ بنایا گیا ہے اہل حدیث کے ہاں وہ بدعت نہیں بلکہ اس
جہات کو جو شرک نہ ہو بلکہ یہ قطعاً ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ نہ تو قرآن کریم میں
اور شاہ ولی اللہ دہلوی کی مشہور کتاب "القول الجلیل" میں کے اندر بیسویں گندہ اور شرک
و کفر کے اہل اور تعویذات جن کی تفصیل بھی آگے ہے انشاء اللہ ہم اس کو کیوں تسلیم کریں
اہل حدیث کسی کی مشہور زندگی سے مرعوب ہو کر اس کی شرک و بدعت ہرگز قبول نہیں کرتے
اہل حدیث کسی کے غیر نہیں ہوتے اہل حدیث جب حدیث کی جانچ پڑتال کے لئے جیسے
جیسے ان کے اندر نہیں ہرگز نہیں کہ ان کی انادیت کو جو روح کریمیت میں تو ہر ان اکابر کی
شرک و بدعت اسرار اصحاب کتب تعویذات کیے قبول کر سکتے ہیں۔

۱۵

مشہور سنی و کا تعویذ اصحاب کتب

اس طرح ایک دفعہ اہل سنت کا یہی تعویذ اسرار اصحاب کتب پر جس اور میں
لکھا جس کو کہ شرک کے لئے تعویذ لکھ کر تعویذ تھا جن پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی



و در زود کا تمیز [بہارے بعض صہ فراتے ہیں اگر کسی عورت کو
در زود کی شفت برادر کی نرینہ برادر صہ برادر و حال کو
پاسی کے پاک برادر کو لکھ کر کہ درادر کچھ سہ پر چوڑی
رو سہ افران الرحمن الرحیم ات کے سوا کر لی حق در صہات سہ
پر سہ صہات و صہات والا کے پاک ہے اند پر و سہ صہات پر و سہ
ہے تمام سہ صہات ات کے لئے ہے جو تمام سہ صہات کو دہ ہے کہ
جس دن تہات و سہ صہات کے تو کس کے کہ وہ دہ تہات پر و سہ
ایک دن کی شام یا صہات کی پر و سہ صہات و جس دن و دہ تہات و سہ
کے جس کو سہ دہ تہات کی تہات کس کے کہ دہ تہات و سہ صہات
پر و سہ صہات پر و سہ صہات اور کا نرینہ پاک ہے جس

و قد قال بعض اصحابنا يكتب
سورة اذ اعصر غلبها الراد في جاعدا
كلا لطيفة بسما الله الرحمن الرحيم رات الله
الله الخليلم الكور بسما الله الله رب العرش
سما الله الله رب العالمين كاشف صبر و صہا
فيم سلا الا غشبة او غشبة صہا صہا صہا
ت صہا صہا صہا صہا صہا صہا صہا صہا
ار و سہ صہا صہا صہا صہا صہا صہا صہا
و سہ صہا صہا صہا صہا صہا صہا صہا
و سہ صہا صہا صہا صہا صہا صہا صہا

مزید تصدیق کے لئے مختلف اداروں کے طبع کئے ہوئے تراجم کے صفحات
سہ حوالہ بنا کر کسی کو اس حوالہ کے ڈھونڈنے میں دقت نہ ہو۔

پیشینہ فی حقہ تالیف حضرت مولانا عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

غنیۃ الطالین

سلیس اور بامعنی اور عمدہ

مطبع حوالہ

مولانا عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تالیف حضرت مولانا عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ
مفتوحہ
امان اللہ خان ارمان سہی

لا تبری خالدا سخی ایڈوکیٹ
(سولجی بار)

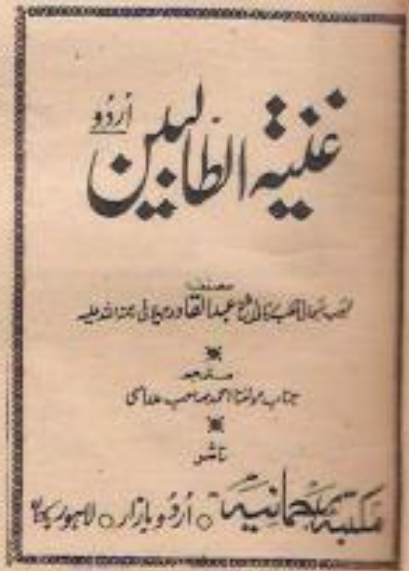
لا تبری رباط علوم الاسلامیہ (شہید)

لا تبری دارالعلوم دہانہ سولجی بار
(سفید مسجد)

۱۲۹ - ۱۲۸

لا تبری غریبہ اہل حدیث محمدی مسجد (محمد بن قاسم روڈ) ص ۸۵

شیخ غلام علی ایڈیٹر نیشنل پبلیشرز کشری بازار لاہور
(پبلشرز)
۱۲۹ - ۱۲۸



۱۰۵ - ۱۰۴

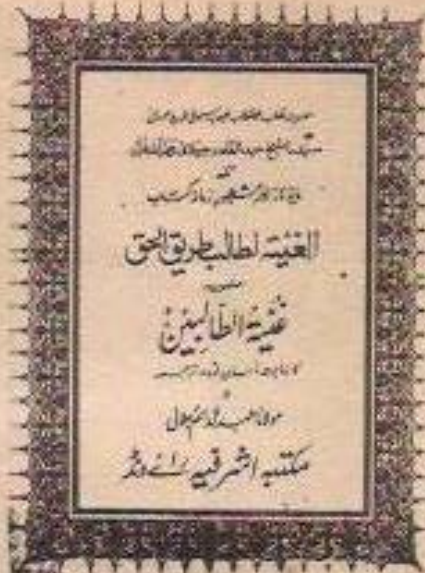
محمد لا تبری ناظم آباد

۷۳ - ۷۲

۸۹ - ۸۷



لاہور میں مجلس علمی (شمارہ ۱) ص ۴۳-۴۴

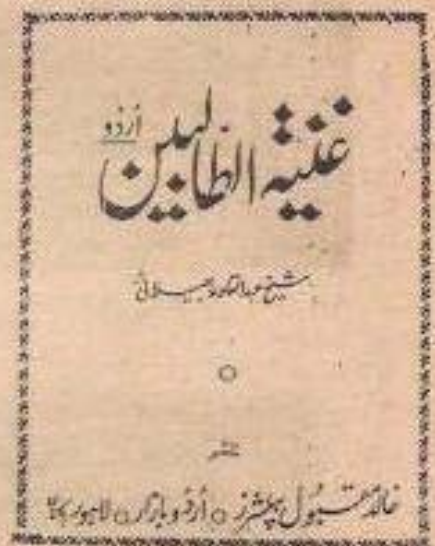


45-45-0



٨٩ - ٩١ - ٩٢

ایاقت میموری (مقل فی دی. اسٹیشن)



24-29



۳- مغربا بار ایلچیست لایبریری محمدی مسجد نورین قاسم رود

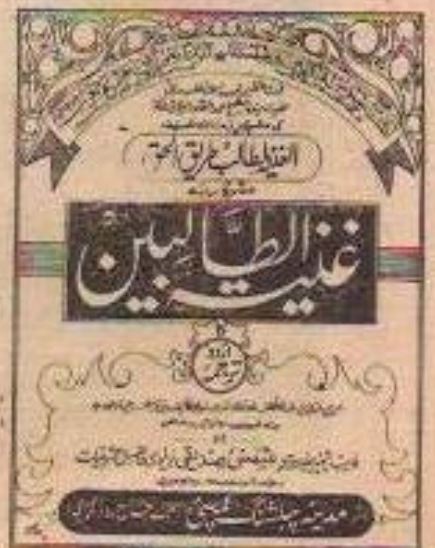
تقدیر: قلوبی بانی محبوب جاننی شیخ عبدالحق جیلانی رحمة اللہ علیہ
مدح: مولانا محبوب احمد رحمة اللہ علیہ

مقام سعید پسر بشرز ۛ لاہور

43-44

۱. اسٹیٹ بینک لاہوری ۱۳۲-۱۳۹

ادب جبکہ غنیۃ الطالبین کا ذکر آیا گیا ہے تو ذرا اس روایت کو بھی دیکھتے۔ جسے مصنف نے توبہ کی فضیلت میں بیان کیا ہے۔ جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ اسرائیلیات میں آیا ہے اسی سے اس روایت کی حیثیت اور حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ آگے روایت میں ایک ناخوش طوائف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور آخر میں بتایا گیا ہے کہ توبہ کرنے کے بعد وہ سات ہفتہ روزہ نماز پڑھتا رہا۔ اس کا شرف حاصل ہوا۔ سوائے غزالی نسخے کے جو مصر کا طبع شدہ ہے آج تک کسی اور ترجمہ شائع کرنے والے ناشر یا مترجم کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اسکے بارے میں حاشیہ پر کچھ وضاحت کر دیتے۔ حالانکہ ترجمہ کرنے والوں میں المحدث



۱۰۴

اردو ترجمہ (مترجم اہل حدیث)

1998

وفي الزواجر من حروى، فلهذا كانت حروى
تعد من معصيات حنيفة بن حذاف، وكان ينادي
بها، فلهذا استأجنته، وهو من حروى في حروى

الغَيْثِيَّةُ
لطابق طريق الحق
في الأخلاق والقصص والآداب الإسلامية
للشيخ عبد القادر الجيلاني الحنفي

2071-145

الجزء الأول

الطبعة الثالثة

1907-1910

شرکت: مطبعہ سیف علی بابا، ممبئی، دارالحدیث

— 389 —

[illegible]

— 14 —

تأليفه حتى تكون آيات صالحة ذات تفهيم ، فالحال انك اذا خلوت ، فقلها ، فلو انك خلوت
غير ذات تفهيم في حركاتك وسكناتك مع حركاته و سبل في ذلك كله ، فحينئذ واد في توليفك
والصياغة واللفظ من لحن الى الاوهام من شياطين الحرف والاسم والتكرات كلها وفسادها والبداه
والصياغة اعم ، فالربك المالك من غير تفهيم ، هو غير ان يصير المعروف منكرا ، كما
هو في زماننا ، فاعلم سادنا واصفا تفهيمه من تكرار الله وعشاء عليه من السبب والقتل
والعرب والكسب والقرن كسب والامانة الاموال ، وكل ذلك تفهيم مفيد مفيد ، فاعلم
وتفهم وفيه اهرهم عليهم ، فالتكرار لهم بعد وفرض الله من جعلهم وتقسيم خلق حويل
هم يكونون على الله فيكون قرض الله ويظنون بالقرض على الكفاية ، ويتركون
يعلم ويشتون بالاجابة ، على الله وفيه وسر من حسن افعاله المزمكة بالاجابة
الاجابة ، فكلهم يسمعون الله الانكسار على الله والقرعة الله في الله والقرعة الله في الله
في الله وما على الله فاعلم من تفهيم الله حركاته عليه ، فالربك المالك من السبب ما يكون
الاجابة ، كما انك في الله عبد الله من الله عبد الله وانظر الى ربك المالك والخلق

وہ نڈی کے بطن سے انبیاء کی پیدائش (مفعول باللہ)

مزید نقد و ثناء کے لئے مختلف اداروں کے طبع کئے ہوئے تراجم کے صفحات کا حوالہ تاکہ کسی کو اس حوالے کے ڈھونڈنے میں دقت نہ ہو۔



۱۔ تبریزی مجلس علمی (ٹاؤن)
حصہ ۲۵۹-۲۵۶

ترجمہ انگریزی میں شیخ غلام علی شاہ شہید دہلوی

غنیۃ الطالبین

سلس اور باخوار اور دوسرے

محقق حواشی

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی روایت پر مشتمل ہے۔ اس کی تمام تصدیقات

لماں اللہ خان ارکان سیدی

کتابچہ

شیخ غلام علی شاہ شہید دہلوی نے مسطورہ کتب شریعی بازار لاہور

حصہ ۲۹۳-۲۹۱



۲۔ محمود لاہوری ناظم آباد
حصہ ۳۷۶-۳۷۳



۳۔ بیات محمود لاہوری



۴۔ لاہوری غریبہ المحدث محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ



۵۔ اسٹیٹ بینک لاہوری
حصہ ۵۱۳-۵۱۲

۶۔ غریبہ المحدث محمدی مسجد (مخبر قاسم روڈ)

۷۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ نیووی ٹاؤن (گردمند)

(متصل فی روی اسٹیشن) ۱۔ لاہوری خالد اسحق ایڈوکیٹ (سولجر بازار)

۲۔ لاہوری دباط علوم الاسلامیہ (شہید ملت روڈ) حصہ ۳۳۱-۳۲۷

۳۔ لاہوری دارالعلوم رحمانیہ سولجر بازار (سفید مسجد)

عليه السلام

شیخ عبدالقادر جیلانی



فلا تقبلوا البيعة من البيعة

700-700

تذکرہ احمدیہ جلد اول

التاريخ الحديث

وہی شہزادہ جس نے اسے اپنا بیٹا سمجھا تھا

محمد دلاشیر میری ناظم آباد

1911

عَلَيْهِ السَّلَامُ

عمر بن الخطاب - الزبير

فصل قطب را فی محبوب عالمی شیخ عبدالقادر جیلانی

مستم، مولانا محبوب احمد

2000

عليه الطاهرين

کتاب شریعت ابن تیمیہ رحمہ اللہ

وَلَا يَرْجُوا يَوْمَ الْحِسَابِ

10

مکتبہ خانہ اُرفو بازار لاہور

1000 - 1000

العينة اطلب طرق الحق

تفتيش الطالعين

مجلس العلماء

کتابت شرقیہ دہلی

71-715

قمر معید پابلشیرز

ادبِ اہل حدیث عالم گناہل حدیث مسلک کے پرکاروں کو تلقین میں ملاحظہ ہو جو میں صفحہ پر درج ہے۔ اور قلتِ الطامین سے وابستہ

(براقی میوه‌ها)

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible][illegible]

چونکہ میں نے اس کی زمین سے خون کی تیرہ برسات گئی تھی اور اس نے اپنے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات
 حدیث کی تیرہ برسات کے لئے اگر کوئی کہے کہ اس نے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات
 اگر کوئی کہے کہ اس نے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات
 موضوع کیا ہے، اس کا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات
 قرآن میں مذکور ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اس نے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات
 اس کے لئے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات ہے۔

تیسری شریعت
 اس کے لئے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات ہے۔
 اگر کوئی کہے کہ اس نے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات ہے۔
 اس کے لئے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات ہے۔
 اس کے لئے اس کے ہاتھ کی شفت کے ساتھ حالت کی تیرہ برسات ہے۔

اب مسک اہل حدیث کے مشہور عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ایڈیٹر الاعتصام کا تبصرہ سنی دیکھتے جو انہوں نے ڈاکٹر عثمان صاحب
 کا کتاب توجیہ خالص توسط اولیٰ ثیرا الاعتصام ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں کیا۔

جلد - ۲۸ شمارہ - ۱۲	روزہ ہفت الکتھنضہ	۲۷ شوال الحرام ۱۴۰۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۶ء
------------------------	----------------------	-----------------------------------------

حقائق کھجے ہیں کہ جو باوہ نقیضہ کے رہنمائی کے لئے توفیق
 ان کے ذہن نام کا ہر قرآن وحدیث سے لگاؤ رکھنے والوں کے
 بے غرورانہ سے ہیں

توجیہ خالص کتاب میں صوفیہ دلائل کے حوالوں سے ایک آئینہ
 دکھایا گیا ہے جن کو اگر باور کر دیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ اس
 قسم کے جملہ باطل دعویٰ کے انکار و اشتہار اور فضائی مغالطہ و
 اختیارات سے انتہائی خالص تصوف کا ہی سبب کیا گیا ہے
 اور موجب ہے کہ ان میں ایسے بزرگوں کے بھی نام آسکتے ہیں جو بلند
 تصوف کے اساطیر سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان دعویٰ کے پس منظر
 پر روشنی ڈالنے سے اور قیاس سے کہ ان کے افکار و نظریات اس
 اسلام سے قطعی مختلف ہیں جو اسلام قرآن وحدیث میں ملتا ہے۔
 کتاب اپنے انداز، منظر و مدلل اور اہل دین واصحاب تحقیق کے لئے
 محمد گریہ سے اور اس کے ساتھ دلچسپ پہنچائی کو شکر کرنے کے لئے
 چھوڑنے کو ہی نہیں چاہتا۔ ہم اس کا فضائل و اہمیت پر محرم ڈاکٹر
 عثمان صاحب کو داد دیتے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس سے غرور و فکر
 کی راہیں کھلتی ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس کا دوسرا حصہ بھی جلد از
 جلد منظر عام پر لائیں گے جن کا وعدہ انہوں نے توجیہ خالص کتاب
 میں کیا ہے۔ آمین اللہ احسن البخوار۔

تبصرہ کتب
 صلاح الدین یوسف
 توجیہ خالص (گھر کے چراغ)

تالیف: ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی آف کراچی
 درمیان سائز صفحات ۱۰۸ قیمت ۱۰۰ روپے
 شے کا پتہ: ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی توجیہ خالص ڈاکٹر عثمانی کراچی
 یہ کتاب اس کے فاضل بزرگ جناب ڈاکٹر مسعود الدین صاحب
 عثمانی کراچی کے وہ مسرت انگیز کتاب ہے جو تصوف کے خالص
 سلسلوں کے لئے گزرا ہوا مشکل کی حقیقت رکھتی ہے۔ شانہ شریف
 اس کتاب کی یہ ہے کہ مشہور برہنہ عالم مولانا محمد یوسف صاحب
 برہنہ نے آج سے ایک سال قبل اپنے عالم فاضل والد مرحوم کا
 وفات پر ہفت روزہ بینات کراچی پر ۱۵ اگست ۱۹۸۵ء کے شمارے میں
 ایسا ایسے باتیں کیں ہیں کہ جن کو تسلیم کرنا بڑا مشکل ہے جن کا مقہوم
 یہ ہے کہ ان کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے تھا اور حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے تھا اور ہر معاملے میں انہیں حق پرورد سے ہدایت و
 رہنمائی ملتی تھی ان کے مشوکہ اور رہنمائی کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں
 اٹھاتے تھے۔ اس سلسلے میں ایسے ایسے قبیلہ نیز اور میرا عقول

اد جب توجیہ خالص کا دوسرا حصہ منظر عام پر آیا تو ناریخ اسلام کی ان نامور شخصیات کو جن کو توحید و سنت کا علم و ارادہ شرک و بدعت
 کے خلاف جہاد کرنے والے مجاہد سمجھا جاتا ہے اور بڑے زور و شور سے اسے پیش کیا جاتا ہے ان کو قرآن و سنت کے آئینے میں اصلی ضد خال کے ساتھ
 پیش کیا گیا تو وہی برانانہ اسی طرح کا اعتراض جو شخصیات سے محبت میں غلو کرنے والوں کا شیوہ ہے اور قرآن وحدیث کی تعلیم جن کی محبت میں فراموش
 کردی جاتی ہے اسی پہلے میں پھر بے ساختہ پکارا گئے۔

پروفیسر شیخ محمد
سید صفیر
سویچاٹر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
بعض قسم
پروفیسر کمال عثمانی
فلسفہ تعلیم و تہذیب
احمد آباد
آفس سٹور، کراچی، پاکستان

اب دیکھنا یہ ہے کہ پروفیسر کمال صاحب محدث کے معنوں نگار
کی اس تنقید کا کیا جواب دیتے ہیں۔
اس کے علاوہ چونکہ پروفیسر کمال صاحب اسی دنیاوی قبر میں
”مردے“ کو ”زندہ“ مانتے ہیں اور اس کے لئے پورے قرآن مجید اور صحیح
احادیث کے ذخیرے کو جس سے اس نظر پرست کا رو ہوتا ہے۔ نظر انداز
کرنے کے ایک صحابی کے قول کو دنیاوی قبر میں زندگی کی دلیل مانتے ہیں۔ (جس
کی وضاحت آگے اس کے مقام پر آ رہی ہے) اس لئے ان کی خدمت میں
المجلیث عالم کی تحریر پیش کرتے ہیں کی وہ اس پر کیا تحقیق دلتے پیش
فرمائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔

قرع نعال

بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد
سرعت اتیان ملائکہ ہے۔ یعنی فرشتے اپنی جلدی آپہنچتے ہیں
مگر ایسی لوگ زیادہ دور نہیں گئے ہوتے۔

جی مان یہ گویا اپنی ایمان مسک کے ایوانوں سے اٹھتے ہے
جہاں سے پہلے اس کے برعکس صلا بلند ہوتی تھی۔ جہاں کی صلا سے بازگشت
ابھی تک مختلف اطراف سے سنائی دے رہا ہے۔

ہفت روزہ الاسلام ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء کے شمارے میں کتاب
”وفات النبیؐ“ کے جواب میں عاصم بن عبد اللہ آل عمران فرماتے ہیں صاحب کے
معنوں کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اس سے پہلے کتاب
”یہ قبر میں آستانے“ کے جواب میں اپنی لکھی ہوئی کتاب ”سیت کے
جسم میں روح“ کے اعادہ کا اثبات میں پیش کی گئی عبارت کو پھر سب
کرا۔ ملاحظہ ہو۔



ہفت روزہ الاسلام: پور

۲۔ روح کا جسم میں آنا اور روح کا جسم سے تعلق قائم رہنا
یہ عقیدہ قرآن سنت کا عقیدہ ہے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ
”سیت کے جسم میں روح“ کے اعادہ کا اثبات اور ڈاکٹر مسعود

ایضاً قبیحہ
انہی ائمہ اور کثیر کثارت میں اپنی بدلت اور بدعت
وہاں میں کی گئی
لیکن حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ وہ صداقت سے لبریز آواز
جو صرف رب کائنات کی عاقبت کو بیان کرنے کے لئے طاغوتان باطل پر کھلی
ہی کہ تو حیرت خالص قسط دوم: کی صودت پر مگر ہی تھی۔ اس کی چمک سے
پیدا ہونے والی روشنی اس طرح ظاہر ہوتی۔

نعت اسلامیہ کا علمی اور اسلامی مہند

محدث

لاہور
ابن تیمیہ
ابن تیمیہ

جلد ۱۳	مؤلف: علامہ ابن تیمیہ	ترجمہ: علامہ ابن تیمیہ	تاریخ: ۱۳۲۰ھ
--------	-----------------------	------------------------	--------------

محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ

نام ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے اسناد
نام ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے اسناد
نام ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے اسناد
نام ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے اسناد

محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ

محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ
محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ
محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ
محدث: جلد ۱۳، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ، ۱۳۲۰ھ

قرع نعال العبد اذا وضع في قبره وتول

وذهب اصحابه حتى انه يسبح
تروع نعالهم اتاه ملكان فاقعداه عن النس
بنجاری مشہور لوگ میرت کو قبر میں دفن کر لوٹے ہیں تو اسے
ان کے جوتوں کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔ اتنے میں دو فرشتے
اُکراسے بٹھا دیتے ہیں۔

بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد
سرعت اتیان ملائکہ سے۔ یعنی فرشتے اپنی جلدی آچینچے ہیں
کہ الہی لوگ زیادہ دور نہیں گئے ہوتے۔
اگر یہاں حقیقی معنی یہ بتائیں تو اسے اس وقت کے
ساتھ مخصوص سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن پاک سے نص ثابت
ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

میت کے لیے قدموں کی واپسی کی آواز۔ اپنے اندر یہ
ہلکی ٹھٹھکی یہ ہونے لگے کہ اے اس بے چارے کو
مردہ تباہ ہو کر سب چلے گئے۔

آنا خیال رہنا چاہیے کہ اس سماع کا مردہ کے دفن شدہ
جسم سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ اکثر اہل دیوبند کا خیال ہے۔
دور نبیر اس کو بٹھانے قبر کو کنہہ کرنے یا پسلیوں کے آس پاس

ہفت روزہ الاسلام لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء

ہونے نافرین سانچوں کے ڈھنسنے اور مذہب دشمنی کی دھمکی والی کو
بھی جہاں حقیقت پر غور کرنا پڑے گا۔ مگر اس کا قائل ہونا مشکل ہے
دور نبیر اس کا تجربہ اس کی اقلیت کرتا ہے۔

صاحب کے اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب میں ذکر کیا ہے اس مسئلہ
کے بارہ میں صحیح احادیث واضح طور پر بیان کی ہیں اور ڈاکٹر عثمانی
کی بعض علمی خیانتوں کا ذکر کیا ہے، جن کا ڈاکٹر عثمانی نے اب تک
کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی وہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور
وہ ہرگز جواب نہیں دے سکیں گے۔

عثمانی صاحب جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں اسے
چھوڑیے یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اب جو مسئلہ درپیش ہے۔ القریونی
صاحب اس سے نمٹنے کی فکر کریں۔ کیونکہ ان کی بات کا جواب انہیں کے
ہم مسلک الحمدیث عالم مولانا حافظ محمد قاسم صاحب خواجہ نے اسی سائلے
”الاسلام“ میں دے دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔



مسئلہ سماع موتی

ہفت روزہ الاسلام لاہور ۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

اب دیکھتے ہیں کہ جناب عاصم بن عبداللہ آل عمر القریونی صاحب جن کے معنون کو الاسلام نے شائع کیا۔ اس معنون نگار جناب حافظ محمد قاسم صاحب
کو کیا جواب دیتے ہیں۔ جس سے ان کے پیش کردہ معنون کا مکمل رد ہو جاتا ہے اور قرآن و حدیث کی صحیح بات واضح ہو جاتی ہے۔
البتہ حافظ محمد قاسم کی اس بات سے کہ

”آنا خیال رہنا چاہیے کہ اس سماع کا مردہ کے دفن شدہ جسم سے کوئی تعلق نہیں کہ اکثر اہل دیوبند کا خیال ہے۔“ ہمیں صرف اتنا اختلاف ہے کہ اگر وہ ان
الفاظ کے بجائے یہ جملہ لکھتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ”جیسا کہ اکثر ائمہ حدیث کا خیال ہے۔“ اس کا ثبوت۔



پس ڈاکٹر عثمانی

اعادة الروح في الجسد كتحقيق

مؤلف: د. محمد قاسم

ڈاکٹر عثمانی صاحب
امامیہ

تو حید خالص

آواز منسا ہے اور یہ میت کا سننا اس واسطے ہے کہ شیخ حدیث کے موافق اس وقت جو حدیث
میں موت آجاتی ہے۔ سو اس وقت کے آنے سے پیشہ رو سے ہم میں روح کا کسی حدیث
سے ثابت نہیں ہے

تو حید خالص

الہامی
الاستیلائی محمد صالح الخدی
مفتی محمد صالح الخدی

الشریف نور اللہ الراشدی الحنفی

مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

بازار محمد علیہ علیہ السلام

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

فتاویٰ نذیریہ

مترجم و مترجم

جلد اول

ناشر

اہل حدیث اکادمی

کنبرا آباد لاہور

مترجم

کتاب النسخ

۶۶۵

تفصیل جلد اول

حدیث مذکور میں صرف یہ ذکر
ہے کہ جب لوگ مر گئے تو دفن کر کے لیتے ہیں تو میت کو گولی کی جوتوں کی آواز سنتے
ہے پس حدیث مذکور سے گراں ثابت ہوگا تو صرف اتنا ثابت ہوگا کہ دفن کر کے لیتے
وقت قبر میں روح باقی رہتی ہے باقی اور اوقات میں روح کا قبر میں اپنا حدیث مذکور
سے ثابت نہیں ہوا۔

فتاویٰ ثنائیہ

مترجم و مترجم

جلد ثانی

حضرت مولانا محمد زاہد صاحب

بازار اکاڑہ ترجمان السنہ، ایکٹ روڈ، لاہور

فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی

۴۶

بازار شمس آباد لاہور

حدیث تحقق النعال سے استدلال اسی طرح تحقق النعال والی حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں مگر وہ بھی ان کی
دلیل نہیں دیتے کیونکہ یہ حدیث بخاری میں ہے اس طرح ہے۔

من انہم من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ اذا
وضع فی قبرہ و تولى و ذهب اصحابہ حتی اندفع
قرع نعالہم اتاہ مذکون فاقعدوا فیتقولان لہما
کنتم تقول فی هذا الرجل معجدا۔ الحدیث۔

جواب اہل کفر ہے کہ ہر وقت مرد نہیں بلکہ اس وقت کہ ان کے دفن کے وقت ہے ہوں اور فرشتے اس کو اٹھاتے ہیں تو اس وقت نہ کہ اب
ہے یہاں کہ ان کے اوردہ سے کہیں کہ ان میں حدیث کی روح کے اوردہ کا ذکر ہے۔

جناب پیر محمد صاحب شاہ بدیع الدین راشدی جیسے بزرگ عالم دین
نے کاشش اس سلسلے میں اپنے ہی ہم مسلک عالم دین عبدالرحیم صاحب
جن کا تعلق بھی وادی پھران سے تھا ان ہی کے عقیدے کو اپنے سامنے رکھا
ہوتا۔ جو انہوں نے قرع فعال کی حدیث سے متعلق پیش کیا ہے کیونکہ
خدیج پیر راشدی صاحب عبدالرحیم صاحب کے بارے میں اپنی ایک پریس
کا انٹرنس میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔ جو ہفت روزہ اہل حدیث میں شائع ہوئی۔

اہل حدیث

۱۰۰

سرزمین مندھریں اکابر علمائے المجاہدین کی خدمات کا تذکرہ و تعارف

اسی طرح علامہ عبید الدواب کو بھی ،

اپنی عبد الرحیم صاحب کی معیت میں آغا سے تقریباً ۴۰ سال پہلے ایک مناظرہ ان کے مخالفین کے ساتھ ہوا تھا۔ جو بعد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ ہم اس کتاب کیجئے کی تحریر کا وہ حصہ جو صحیح بخاری کی حدیث قرع نعال سے متعلق ہے۔ پیر صاحب راشدی کی خدمت میں اس امید پر پیش کرتے ہیں کہ شائد اس مسئلہ پر دوبارہ تحقیقی انداز سے نگاہ ڈالیں۔

بر سر آله
اظہار الحق
 نمبر
 گزشتہ حصہ
 سید صاحبزادہ ولی علی محمد بن محمد فیضان
 ضلع قراچہ
 تالیف و تصنیف

پھر عرب صاحب نے دوسری آیت تلاوت کی۔

اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتِ (سورہ نمل)

ترجمہ: تحقیق (اے محمد) تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔

پھر عرب صاحب نے سامعین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانوں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! تو قبر والوں کو اور مردوں کو کچھ بھی نہیں سنا سکتا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر آدم کون ہے کہ اس کی آواز کو مردے سن سکیں! پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں۔ یہ تو صاف صاف قرآن پاک سے مقابلہ کرنا ٹھہرا! الیاذ باللہ! (من قول الپیر!) مزید برآں، پیر صاحب نے جو یہ کہا کہ نبیوں (انبیاء) کے بارے میں کئی بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ سنتے ہیں، سنتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اس کا جواب مولوی محمد عمر کی تقریر میں دیا جا چکا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اجماع کا نہیں سنا اور نماز پڑھنا۔ یہ سب کچھ برزخی احوال ہیں نہ کہ اس ہاوی دنیا کے احوال جن کے بارے میں ہمارے اور ان کے مابین نزاع اور ٹکڑ جاری ہے۔ مگر پیر صاحب تو یہ وضو دھاغو جیہا کے مصداق ہیں۔ اور یہ پیر غلام مجدد کہ جو کہتا ہے کہ سماع موتی (مردوں کا سنا) اور مردوں سے خطاب یعنی گفتگو ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وَضَعَ فِی قَبْرِہٖ وَلَوْ لَی عَنْہُ اصْحَابُہٗ لَیْسَمِیَعُ قُرْعَ لِقَاہُمْ اِنَّہٗ مُلَکَاتُ الْخَبَاکِ (بخاری مسلم) میں کہتا ہوں کہ — لیسمیع — فعل مضارع فحول ہے یعنی نامعلوم۔ یعنی بے شک نزدیک قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے سامنے چلے جاتے ہیں تو اسے ان کی جڑوں کی آواز سنائی جاتی ہے۔ الخ کیونکہ اگر یہ معلوم قرار دیا جائے

تو پھر قطعی نعر قرآنی کے خلاف ہے۔ لہذا یقیناً یہ فعل 'فحول' ہے نامعلوم۔ پھر یہ کہ یہ حدیث مطابق قرآن ہے نہ کہ تعارضی۔ اس کے علاوہ بخاری کی رائے یا دوسرے کی رائے ہمارے لئے کوئی حجت یا دلیل نہیں ٹھہرتی ہے۔ پیر غلام مجدد نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تو تمہارے لئے اچھا ہوتا، تب حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ بے جان (مردہ) لوگوں سے کیوں گفتگو فرما رہے ہیں آپ! آنحضرتؐ نے جواب فرمایا کہ۔ مَا اَنْتُمْ بِاسْمِعَ لِمَا اَقُولُ مِنْہُمْ (اقول)

اس حدیث شریف کے بہت سے مطالب ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے قرآن مجید کی آیات اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتِ اور وَمَا اَنْتَ بِسَمِیْعٍ مِّنْ فِی الْقُبُورِ سے سماع موتی کا سختی سے انکار کیا اور فرمایا کہ پیغمبرؐ نے ایسا ہرگز نہیں بتلایا اور یہ مطابق آیت قرآن ہے۔ ۲۔ آ ۱۲ انہیں (مردوں کو) اہل دنیا سے زیادہ دین کی باتیں سننے کا حوصلہ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (بہت کچھ) سنیں گے اور بہت کچھ دیکھیں گے۔ دوسری آیت و نَزَّی اِذَا الْمَلٰٓئِکَہُ حُوتْ فَاکْسُوْا رُءُوسَہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ وَبٰنَا الْقُفْرٰنَا وَسَمِعْنَا (سورہ حجرہ پارہ ۲۱)

ترجمہ: اے پیغمبر! اگر آپ مجرموں کو دیکھیں کہ جب وہ گردنیں جھکاتے اپنے رب کے آگے پیش ہوں گے تو وہ بولیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم نے دیکھا اور سنا۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سنا اور دیکھنا عنداٹھ۔ یعنی اللہ کے ہاں ہے، بعینہ یہی مطلب حضورؐ نے فرمایا۔ مَا اَنْتُمْ بِاسْمِعَ لِمَا اَقُولُ مِنْہُمْ و جو کچھ میں نے انہیں حق بتایا ہے وہ آپ لوگوں سے زیادہ سننے اور دیکھتے ہیں۔ اس حدیث شریف اور آیت شریفہ کا یکساں مطلب و معنی ہے۔ یہ سنا اور دیکھنا برزخی معاملہ تھا نہ کہ دنیوی ۳۔ سماع کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ عرب لوگ اپنے محاورہ میں مذکورہ طریق اظہار حقیقت

کہنے لے 'مردوں سے مخاطب کرتے تھے اور اس سے ان کی مراد سماع یعنی سنانا بالکل بھی نہیں ہوتی تھی۔ اَسْمِعْ ہِمَّ وَالْبَصَرَ لَا یُؤْمَرُ بِمَا تَوَسَّعَا قرآن شریف اور حدیث شریف اور عربی لغت کے محاورات مذکورہ بالا بیان کا ثبوت ہیں۔

(سورہ مریم - ۲۸)

ایسے کہ پیر صاحب راشد کی الفاظ پر مزید غور کریں گے کہ

یعنی بیشک ہا فحول لہذا من قبر پر رسیدی تو وہ انتہا ساقی ہلیا
وہیں قائم رہا اور وہیں واقعہ میں جیتے ہوئے اور مردہ
معلوم تھا اور وہی مردہ و ظاہر فیض آں کان پر ملکات آہی
تھیں مگر مردوں بھرنے کی وجہ سے وہیں نہ سکے۔ تو وہ حدیث
قرآن و حدیث میں نہ تبارک۔ باقی بخاری میں لایا جائے گی
حدیث میں لایا جائے گی لایا جائے گی لایا جائے گی

باقی پیر صاحب مجاہد چنوی تو دستار
موتی و مہلکات خطاب یعنی گفتگو ثابت آہی جنہیں
تر حدیث یہ آہی۔ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وَضَعَ فِی قَبْرِہٖ وَلَوْ لَی عَنْہُ
اصحابہ لَیْسَمِیَعُ قُرْعَ لِقَاہُمْ اِنَّہٗ مُلَکَاتُ الْخَبَاکِ (بخاری مسلم)
مسلم۔ آ ۱۲ چوں کہ لیسمیع فعل مضارع فحول ہے یعنی نامعلوم

"یہ پیر غلام مجدد کو کہتا ہے کہ سماع سوتی (مردوں کا سننا) اور مردوں سے خطاب یعنی گفتگو ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ان العباد اذا واصلح فی قبورہ وقلی عندہ اسماءہ یسمع قراۃ تعالہم اقامہ ملکات الخ (بخاری مسلم) میں کہتا ہوں کہ۔ یسمع۔ فعل مضارع مجہول ہے۔ یعنی نامعلوم۔ یعنی بے شک بندہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ چلے جلتے ہیں تو اسے ان کی جو تعین کی آواز سنائی جاتی ہے۔۔۔۔ الخ۔۔۔۔ کیوں کہ۔ اگر یہ معلوم قرار دیا جائے۔ تو پھر قطعی یقین قرآن کے خلاف ہے۔ لہذا یقیناً یہ فعل مجہول ہے نامعلوم۔۔۔۔ پھر یہ کہ یہ حدیث مطابق قرآن ہے نہ کہ تعارض۔ اس کے علاوہ بخاری کی رائے یا کبھی دوسرے کی رائے ہمارے لئے کوئی حجت یا دلیل نہیں ٹھہرتی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ہم پیر صاحب راشدی اور دیگر بزرگ و علمائے اہل حدیث کی خدمت میں انہی کے ہم مسلک علمائے اہل حدیث کی قبر کے متعلق رائے و تحقیق پیش کرتے ہیں تاکہ وہ بھی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں کہ قبر سے مراد یہ زمین کا گڑھا نہیں ہے۔ (اس کے ساتھ ہی اب دیکھنا یہ ہے کہ پیر فیصل کمال صاحب نے جس طرح اپنے کتابچے "گھر کا چراغ" میں قرآن و حدیث کی روشنی میں "قبر" کے متعلق پیش کی گئی تحقیق کا "مذاق" ان الفاظ میں اڑایا ہے کہ "بندہ حق قبر اور بزدلی جسم موصوف کی اپنی خود ساختہ اصطلاحات ہیں" وہ ان علمائے اہل حدیث کی عبارت پر کیا تنقید اور تحقیق پیش کرتے ہیں۔)

ملاحظہ ہو حافظ محمد قاسم کی تحریر جہانوں نے ہفت روزہ الاسلام ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں اپنے مضمون "سماع سوتی" کی

تائید ڈاکٹر عثمانی

(آخری) جو کئی قسط میں پیش کی۔

سکھائیے مردوں کو نذر آتش کر دیتے ہیں۔ کئی ایک کو جانور کھا جاتے ہیں۔ کچھ ٹھیلوں کی غوراک بن جاتے ہیں۔ مصر کے عجائب گھر میں فرعون کی ہاشم شامیوں میں بند بڑی ہیں۔ کیا خیال ہے یہ سب لوگ عذاب و عذاب سے محفوظ رہ جاتے ہیں حاشا و کلا۔

بلکہ جو باقا وہ قبروں میں مدفون ہوتے ہیں وہ بھی کب سلامت رہتے ہیں۔ خود شمس ہی عرصہ میں ان کی لاشیں ٹھٹ کر لگیں مڑ جاتی ہیں۔ اور مٹی انہیں کھاپی جاتی ہے۔ ایک قبر کی جگہ کئی قبریں بنتی رہتی ہیں۔ اگر قواب و عذاب کا اور اک ضعیف اس وجود کو ہونا ہر تو روح کا فعل اس سے قائم کرنے کے لیے اس کو سلامت رکھنا چاہیے تھا۔



تیسرے کیا ہے | جہاں تک قبریں فرشتوں کے آنے روح کو لوٹانے میت کو بڑے سوال جواب کرنے قبر کو کشادہ یا تنگ کرنے یا عذاب و ثواب کا تعلق ہے تو نذر آتش ہے کہ یہاں قبر سے مراد یہ مٹی قبر نہیں یہ کوئی اند جہاں ہے جیسے آب عالم ادراج یا عالم شال یا عالم برزخ کہہ سکتے ہیں۔ کئی قرین و ضانی ہی ہیں۔ ہندو

اس کے ساتھ ہی مشہور اہل حدیث عالم محمد اسماعیل سلمیٰ کے شاگرد خاص فضل الرحمان کلیم کا شمیری کی اس تحقیق کو بھی دیکھتے۔ جو انہوں نے اپنی تحقیقی تصنیف "دعا کرنے کا اسلامی تصور" میں صحیح بخاری کی حدیث قرع نعال کی تشریح میں پیش کی ہے۔

۱۵۲

منا ہے اور دوسری آواز میں منا ہے ایک اہل استدلال ہے کہ کوہ منہ ۱۱ اس پر کچھ لکھا ہے جہاں اس کے اور دنیا کے درمیان ایک عظیم فرقہ قرار دیا گیا ہے اس لئے وہ تو دنیا کے واقعات کو دیکھ سکتا ہے نہ دنیا والوں کی کوئی آواز سن سکتا ہے۔

لہذا حدیث پاک کا یہ مطلب ہو گا کہ منہ ۱۱ اللہ تعالیٰ کے نور بعد جب پہنچ میں پہنچتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے ساتھ واپس بارہا نہیں رہے ان کے بقول منہ ۱۱ آواز پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بات برہم ہے اس کا حکم گورہ لیکن اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت کی کہ منہ ۱۱ والا ان خالی کاواں سے

تھا، تب تو بات صداقت مبنی - بڑے ایمان کے ساتھ یہ کام کیا جاسکتا تھا
لیکن جب وہاں اس کا کوئی پتہ نشان نہیں ملتا تو فرمایا طریقہ کیوں اختیار
کیا جائے میں کی ایک صورت تو میری صداقت الہی کے تصور سے ٹکراتی ہے
اور دوسری صورت علانیہ غیر معتدل نظر آتی ہے۔

اب خبر لیجئے کہ وفات یافتہ بزرگوں کے معاملہ میں جب ہمارے یہ
ان کے احوال معلوم کرنے اور ان سے بالمشاورہ احکامات کرنے کا کوئی موقع نہیں
ہے تو ان کے مکانوں پر بارگاہِ اعداء و حنیفین پکار شروع کر دینا آخر کس معتدل
کو دینی کام پر سکتا ہے۔ وہاں کو دینے کا یہ طریقہ اگر ترک کر دینا تو ہمیشہ میں
سکھایا گیا ہوگا، یا اس کا کوئی ثبوت موجود ہوگا کہ صحابہ کے عہد میں یہ رواج

اب رہا امیرِ یزداد اور فضیلت حضرت علیؑ کا معاملہ کہ علامہ وحید الزماں تو صرف اتنے ہی معاملات میں تنقید کا نشانہ بنے۔ لیکن جو خلافات
سے لبریز شاہکار سید مودودی نے خلافت و ملوکیت کی شکل میں پیش کیا ہے کیا عبدالرحمن کیلانی صاحب اس سے اتنے نا آشنا ہیں؟
سخت حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ ہم ان کو اہل حدیث عالم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ایڈیٹر الاعتصام کا وہ تبصرہ دکھاتے ہیں جو انہوں
نے سید مودودی پر الاعتصام میں پیش کیا۔ ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۔	۲۰	بشیر علیہ الرحمہ فیہ	۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
شمارہ ۱۔	۲۵	بشیر علیہ الرحمہ فیہ	۸ جون ۱۹۹۹ء

کے ہندو کا خلافات اعلان کرے۔ جب کہ جماعت اہل حدیث نے بحیثیت
جمعی اور دینی عملیاتی فرقہ فریقہ فریفا دیا ہے۔ اس طرح شاید
اس گندہ کا بھی کچھ کفارہ ہو سکے جس کا ارتکاب انہوں نے خلافت و ملوکیت

جیسی دوسرے زمانہ کتاب گذر گیا ہے جو حاصلِ بابِ بائیں خالی امریت سے
نزع ہو کر ہی جمہوریت کی حمایت میں لکھی گئی تھی لیکن جس سے دفع و دفع
کو ایک نئی نیا فراہم ہو گئی۔ گویا مذکورہ کتاب ہرگز پلانیم چرچہ کی
مصدق ثابت ہوئی۔ ایک جمہوریت کی تائید جس کی گرفتہ دہانہ کے
انتخابات میں (اور رائے دہندگان) انہوں نے ۱۹۹۹ء کے انتخابات میں (مترقی
ہاکڑوں کے) صواب مراد موصوف قوم کو متنبہ فرما رہے ہیں۔ دوسرے شیعہ
نظریات کا فروغ جو مذکورہ تباہ کن کتاب ہوا۔

نہیں کہا جاسکتا کہ مراد موصوف کی حیات متعدد کے کتنے دن
باقی ہیں تاہم یہ قوافض ہی ہے کہ موصوف کے سب سے پہلے میں ہی
وہ چل چلا کر کا دور ہے اکاش انیس جلد ہی یہ توفیق نصیب ہو کر وہ
م خلافت و ملوکیت جیسی زہری کتاب سے اظہارِ برلاوت فرما لیں۔
یہ تو یہ نامہ گوان کے ذاتی وقار اور علمی اتان کے خلاف ہو گا لیکن ہمیں امید ہے
کہ ان کی سعادتِ اخروی کا ضرور باعث ہوگا۔

وما علیہنا الا البلاغ المبین

مولانا مودودی صاحب کا آفتاب بجا لیکن.....

ہمارے کے بے بیرون ملک رہائے ہر تہہ ہرے جماعت اسلامی
کے بانی مولانا مودودی صاحب نے بھی اہل وطن سے دردِ مفلسانِ پل
کی ہے کہ وہ انہوں نے انتخابات کے لیے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں
انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۰ء کی غلطی اب نئی دھڑائی جانی چاہیے۔ کیونکہ ہم
کو اس غلطی کا بڑا سخت نیا زہ بھگتنا پڑا ہے۔ انہوں نے تمام اسلام پسند
اور وطن دوست جماعتوں کو جنس کیا کہ اگر اب کی مرتبہ انہوں نے پھر وہی
غلطی کی تو اس کے ہر کان تانچے پوری قوم کو بھگتنے ہوں گے۔

مولانا مودودی صاحب کا یہ آفتاب بلاشبہ جڑا بروقت اور ضروری
ہے لیکن اس پر کون کان دھرے گا؟ یہ امید نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ
اور باخوردی خواہش دکھاتا ہے کہ غرضیسا ہر کے۔ تاہم آثار و قرائن سے
اس نیک آرزو کے برائے کوئی توفیق نہیں۔ اس لیے ہمارے خیال میں
اب بھی وقت ہے کہ جماعت اسلامی حقیر جمہوریت کے بارے میں اپنی
پالیسی پر نظر ثانی کرے اور جو انتخابی سسٹم کے غیر اسلامی اور مختبنا

اس کے ساتھ ہی ہم عبدالرحمن کیلانی صاحب کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہم مسلک عالم دین صلاح الدین
یوسف صاحب کی کتاب "خلافت و ملوکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت" کا مطالعہ بھی کر لیں۔ تاکہ سید مودودی کی شخصیت کے وہ پہلو جو ان کو اپنے
ہم مسلک عالم وحید الزماں میں نظر آتے پوری طرح واضح ہو جائیں۔ یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سید مودودی کی کتاب "خلافت و ملوکیت"
کے جواب لکھی گئی اور ہمیں اعتراف ہے کہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی یہ کتاب اس موضوع پر ہماری نظریں سب سے بہتر کتاب ہے۔
کاش..... حافظ صلاح الدین یوسف صاحب..... جیسی محقق شخصیت..... عقائد و توحید کے معاملے میں بھی ان روایات پر جو براہ راست
قرآن مجید و صحیح احادیث سے ٹکراتی ہیں اور جو ان کے مسلک اہل حدیث کے علماء میں صحیح سمجھی اور مانی جاتی ہیں۔ اسی طرح خلوص سے تحقیق کریں.....

خصوصاً جبکہ اہل حدیث علماء کی جانب سے ان پر تنقید و تحقیق پیش کی جا رہی ہے۔

پہلی روایت جس کا راوی زاذان "شیعہ" ہے جس پر رجال کی کتابوں میں جرح موجود ہے۔ جس کو اس کے سوا عبداللہ بن مسعود کے کسی شاگرد نے بیان نہیں کیا جو خالص شیعہ عقیدے کی ترجمانی ہے۔ دوسری حدیث بخاری کی غلط تائید۔

"کمزورہ جوتوں کی چاپ دستی ہے۔"

اگر اس سے یہی ظاہر معنی لئے جائیں تو یوں قرآنی اور صحیح احادیث سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ جبکہ علماء نے اس کی دوسری صحیح تائید بھی پیش کی ہے جس سے صحیح مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ "زاذان" کی روایت کو مشہور اہل حدیث عالم دین محمد اسماعیل ملینی صاحب کے شاگرد خاص جناب فضل الرحمن کلیم کاشمیری نے اپنی تصنیف میں جہاں دوسری بہت سی روایات پر تنقید کر کے ان کا غلط ہونا ثابت کیا ہے وہاں پر "زاذان" کی اس فرشتوں کے براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کئے جانے والی روایت پر بھی تنقید کر کے اس کا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔

دوسری صحیح بخاری کی روایت کی بھی انہوں نے صحیح تشریح پیش کی ہے کہ اس "سماع" سے مراد مردے کا اس جسم سے سماع مراد نہیں۔

اس کے علاوہ دوسرے اہل حدیث عالم حافظ محمد قاسم صاحب نے اپنے طویل تحقیقی مضمون "سماع موقی" (جو "الاسلام" میں قسط وار شائع

ہوا ہے) بخاری کی متذکرہ حدیث کی یہ تحقیق اور تشریح پیش کی ہے کہ اس سے "مراد مرثیت اتیان ملائکہ ہے" یعنی فرشتے اتنی جلد کی پہنچتے ہیں کہ ابھی لوگ زیادہ دور نہیں گئے ہوتے اور اس سماع کا مردہ کے دفن شدہ جسم سے کوئی تعلق نہیں سمجھنا صلاۃ الدین صاحب سے یہ درخواست کر کے کہ اب ہم عبدالرحمن کیلانی کی خدمت میں حافظ صاحب کی "خلافت و ملکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت" سے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

خلافت و ملکیت

تاریخی و شرعی حیثیت

تالیف

صلاح الدین یوسف

مقدمہ

مولانا محمد رفیع بنوری

محلہ لکھنؤ

المکتبۃ الشریعیۃ

پیش کش کنندہ

چند بنیادی غلطیاں

موجودہ دور کے بعض وہ افاضل جنہوں نے قرآن اہل کے حالات و واقعات پر غور فرمائی کی ہے انہیں افسوس ہے کہ انہوں نے اس دور پر بحث کرتے ہوئے ان بزرگ صحابیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور بہت حد تک سچیت کا مظاہرہ کیا ہے ان میں ایک طرف ذمہ دار محمد بن مسعود جیسے آزاد خیال محقق اور دوسری طرف علامہ رشید رضا مصری و سید قطب شیعہ اور مولانا مودودی جیسے بالغ نظر افاضل ان سب کے درمیان قدر مشترک جمہوریت اور بادشاہت کی بحث ہے یہ سب ہمارے اس عہد میں ہلکان نمونے جا رہے ہیں کہ عثمان نے کچھ ایسا مناسب طرز عمل اختیار کیا جس نے خلافت کی بنیادیں ہلکا کر دیں

دین اور معاویہ نے اسے مکمل بادشاہت میں تبدیل کر دیا، علامہ رشید رضا مصری "معاویہ بن ابی سفیان" اس میں حضرت معاویہ کے خلاف "معاویہ نے جبرائیل کی ایک نوبت ہے۔ سید قطب شیعہ کی "معاویہ بن ابی سفیان" میں حضرت عثمان کے متعلق ناگوار تاثرات کا اظہار کیا گیا ہے۔ محمد حسین فیاضی طور پر غیر اسلامی ذہن و خراج کا حامل ہے یہ امید بھی نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ صحابہ کے ساتھ ادب و احترام کا برتاؤ کرے گا، اس اپنے مزاج و سرشت کے مطابق درست یا بالکل نامناسب حضرت عثمان و حضرت معاویہ کے دیگر بعض ائمہ و اصحاب رسول پر تنقید کی ہے۔ انہی افکار کی صفا سے از بحث اب کی ہیں "خلافت و ملکیت" میں نہ آتی رہتی ہے۔

۴۵

ایک اور چوتھی چیز ان محققین کے درمیان قدر مشترک کی طرح پائی جاتی ہے کہ پہلے ان سب حضرات نے حضرت علیؓ کی "پاک دامنی" اور حضرت عثمانؓ و معاویہؓ کی "ترواسخی" کا ایک تصور اپنے ذہنوں میں قائم کر لیا، اس کے بعد کتب تاریخ کی دہائی گردانی شروع کی، اور پہلے ذہنی تصور کے مطابق مجروح و شہم دروغ گرد و دیوانہ کی تمام وہ گہری بری روایات تو قبول کر لی ہیں جن سے عثمانؓ و معاویہؓ مروان و سید بن جب و غیرہ بن شہد اور عمرو بن العاص و غیرہ اصحاب رسول کا کردار مجموعاً اہل انکسار و استغفار کے لئے تیار کیا گیا ہے، لیکن دوسری طرف تاریخ و حدیث کی وہ روایات جن سے حضرت علیؓ کی کارکردار مجروح ہوتا نظر آتا ہے ان کی یا تو کوئی توجیہ کرنے کی کوشش تمام کی کہ ہے یا پھر ان روایات کو یہ کہہ کر کہ ناقابل اعتبار قرار دے دیا کہ یہ روایات حضرت علیؓ کے مجموعی حزم علی کے مناسبت نہیں رکھتے، آپؓ کو اگر محمدؐ میں کی پیشکش "الفتنہ الکبریٰ" اور "علی و جنہ" سید قطب شیعہ کی "العدالة الاجتماعية في الاسلام" اور مولانا مودودی کی "خلافت و ملکیت" دیکھ جائیے سب میں یہ چیز نمایاں طور پر

Good Should Study

متعلق کیا کہیں گے جو خلافت کے امیدوار یا مدعو سے دارے تھے؟ جواب میں مولانا نے اس تاریخی حقیقت کو قیلم کر لیا کہ صاف انکار کر دیا اور بعض مدعیوں کے روایات سے یہ ثابت کیا کہ سرے سے وہ خلافت کے امیدوار یا مدعو سے دار ہی نہ تھے، اس کے چند فقرے ملاحظہ ہوں :-

۱۰۲

”نہی کا بھی جائز ہے کہ اس راہبہ دار ہی خلافت کے اہل حق کو باوجود کسے قسم کے روک ٹوک نہیں سکتے تاریخ کے صفحات تو ہر حال اس سے آڑھی ہیں اگر پھر ساتھ ہی یہ انا پڑے گا کہ فاکم بدین رسالت کا دعویٰ بعض ڈھونگ تھا، قرآن شاعرانہ لفاظی کے سوا کچھ نہ تھا اور تقدس کی ساری داستانیں خالص دیاباری کی داستانیں تھیں.....“

شیپ کا بند ملاحظہ ہو :-

”ہم خواہ مخواہ کسی کے صاحبزادے سے نہیں اُلجھنا چاہتے ہم نے دونوں تصویریں پیش کر دی ہیں : اب ہر صاحب عقل کو خود سوچنا چاہیے کہ ان میں سے کون سی تصویر مبلغ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب کی بارگاہی سیرتوں سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے، اگر پہلی تصویر پر کسی کا دل یہیچنے سے تو رہیجے، مگر اس کے ساتھ ایک ایسا دیاری و دعوے دار کا مسئلہ ہی نہیں، تو اسے دین و ایمان کا مسئلہ مل طلب ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی اس دوسری تصویر کو قبول کرے تو اس میں سرے سے اس مادہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے کہ حضرت علی منصب خلافت کے امیدوار یا مدعو سے دار تھے :-“

صرف اس ایک سٹکے میں ہی مولانا نے حضرت علیؑ کے متعلق یہ طرز عمل اختیار نہیں کیا بلکہ ہر مقام پر حضرت علیؑ کے لئے اس نکتے کو استعمال کیا ہے، خلافت و ملکیت کے سبب میں مولانا نے حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے متعدد ایسے اقدامات بحیثیت تنقید کی ہے جو اقدامات خود حضرت علیؑ نے اپنے دور حکومت میں کئے، لیکن حضرت علیؑ کو مولانا نے ہر نام سے نشانہ شیعہ نہیں بنا بلکہ وہاں واضح طور پر فلسفہ آرائی کا - جب دونوں طرح کی روایات موجود ہیں - تو آخر ہم ان روایات کو کیوں ترجیح دیں جو ان کے بخوبی طرز عمل سے مناسبت رکھتی ہیں اور خواہ مخواہ ہی

۱۰۳

روایات کیوں قبول کریں جو اس کی ضد نظر آتی ہیں -

لیکن سوال یہ ہے کہ ہم بھی آخر اس کے علاوہ اور کیا کہتے ہیں؟ ہم بھی نہیں کہتے ہیں کہ تاریخ تضادات کا مجموعہ ہے، اس میں دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، ایسا مجموعہ روایات بھی ہے جن کی توثیق سے بیشتر وہ الزامات اخذ قرار پاتے ہیں جو مولانا نے ایک دوسرے مجموعہ روایات کو بنیاد بنا کر حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کو غیر ہم پر کئے ہیں، اس سے ان کی ایسی معقول توجیہ ہو سکتی ہے جن کے بعد ان میں شائبہ نہیں رہتی جو خلافت و ملکیت میں خوب بے جا چرچا کر پیش کی گئی ہے، تو کیا کے کس اصول اور نکتے سے انہوں نے اس خالص

جانب دارانہ طرز عمل کو صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ کے متعلق توثیق تاریخی روایات مردود قرار پائیں جن سے ان پر حرف آئے اور حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے متعلق خاص طور پر ان روایات کی صحت پر اصرار کیا جلتے ہیں سے خواہ مخواہ ان کا وہاں کا وہاں کا خداوند نظر آئے۔ مدعوہ روایات نظر انداز کر دی جائیں جو اسے ان کا کردار بے وزنی سے آتے :-

بہر حال ہم کہہ رہے تھے کہ تاریخی روایات کے متعلق یہ نکتہ، جسے مولانا نے ”نزالا قاعدہ کلیہ سے تعبیر کیا ہے، کوئی نیا نکتہ نہیں، اہل سنت کے یہاں اس نکتے کے استعمال کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں، جن میں سے چند مثالیں ہم پیش بھی کر آئے ہیں، خود مولانا نے یہ - نزالا قاعدہ کلیہ - حضرت علیؑ کے متعلق استعمال کیا ہے، گویا -

ہمارے اور مولانا کے باہم فرق صرف یہ ہے کہ مولانا اس نکتے کو استعمال کر کے حضرت علیؑ کے لئے خاص سمجھتے ہیں، ہم اسے عام سمجھتے ہیں، ہم حضرت علیؑ کے لئے ان نام صحابہ کے متعلق تاریخی روایات میں تقدیر و جبروت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جو ان کے واسطے کرنا کو واجب و لازم رکھتی ہیں۔

۱۰۴

حضرت علیؑ کی بے جا وکالت :-

اس کے بعد مولانا نے ان مسائل کی مزید توضیح کی ہے جو خلافت و ملکیت میں زیادہ کئے ہیں، یہاں ہم اس حصہ کو نظر انداز کرتے ہیں، ان پر الگ بحث کرنے کی ضرورت بھی نہیں، اصل مباحث کے ضمن میں ان کی توجیہ خود بخود ہو جائے گی، البتہ یہاں ایک چیز کی مزید وضاحت کر دینی مناسب نہ ہوگی، وہ یہ کہ مولانا نے دیگر نام صحابہ کے متعلق تو یہ روش اختیار کی ہے کہ ان کے عیوب و نقائص پر مشتمل تمام رطب و یابس اور غلو

۱۸۳

و غیر روایات قبول کر لی ہیں بلکہ خاص طور پر جیسا کہ ایسی ہی تمام واری مدون نقایات کو جدید لباس پہنانے کی کوشش کی ہے، مولانا کی ناوک انگلی سے عثمانؓ کے جیسے جیسے عیوب و نقائص، عیوب و نقائص اور نام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ولید بن عتبہ مرزبان، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح و غیرہ تو پھر بھی ان ذکر کردہ حضرات سے فروتر ہیں، ان کا اداسے خاص سے اگر کوئی شخصیت تھی ہے تو وہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے کردار پر یہ حرف لگانے والی تاریخ و حدیث کی نام تفسیر علیہ روایات کو مولانا نے معتبر قرار دے دیا ہے، اور ان کے نام سب اقدامات کی کوئی نہ کوئی دوزخ کا توجیہ کرنے کی کوشش تمام کی ہے جس طرح کہ پہلے شدہ جگہ بتایا جا چکا ہے، خلاصہ یہ کہ مولانا کا یہ طرز عمل صاف طور پر بے جا وکالت کے ضمن میں آتا ہے، اہل سنت کے تمام مقلوں نے مولانا کی اس ذہنیت کا شدت سے احساس کیا اور ان پر حضرت علیؑ کی بے جا وکالت کا الزام ہی عائد کیا، مولانا نے اس الزام کی تردید میں جو کچھ وضاحت کی ہے وہ بھی اپنی جگہ غلط بیانی کا بے مثال نمونہ ہے، اس پر بھی ہم تجویز یا عرض کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ مولانا حضرت علیؑ کی وکالت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"جب دونوں طرح کی روایات موجود ہیں اور سند کے ساتھ بیان ہو رہی ہو تو آخر ہم ان روایات کو کیوں ترجیح دیں جو ان کے مجموعی طرز عمل سے مناسبت رکھتی ہیں اور غرضاً وہی روایات کیوں قبول کریں جو اس کی مندر نظر آتی ہیں" (ص ۳۲۷-۳۲۸)

یہاں پہلی چیز یہ قابل غور ہے کہ بقول مولانا جب دونوں طرح کی روایات سند کے ساتھ گور میں آتو دونوں طرح کی روایات میں وجہ ترجیح کیا ہوگی؟ سند سند کی صحت و عدم صحت، یا حضرت علیؑ کا مجموعی طرز عمل؟ اگر وجہ ترجیح صحت و عدم صحت یعنی جو روایت سند کے لحاظ سے صحیح، نوی ہے اسے قبول اور اس کے بالقابل دوسری روایت کو رد کیا جائے گا، تو مولانا نے اس کا اہتمام نہیں کیا ہے بلکہ انھوں نے ایک ہی سند کے

۱۸۵

گور میں شیعہ، اسناد روایت کو ترجیح دی ہے۔ بخاری کی وہ روایت جس کی روایت علیؑ نے تھے پھر پیچھے بعد بیعت کی وہ ترک کر دی ہے اور تاریخ جزیری کی روایت علیؑ کی روایت سے انھوں نے اول روایت ہی بیعت کر لی تھی۔ مولانا نے قابل قبول سمجھی ہے سمیت معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک وجہ ترجیح صرف حضرت علیؑ کا مجموعی طرز عمل ہے دوسری چیز یہ کہ ان خود ہے کہ کیا مولانا نے حضرت عثمانؓ، عمرو بن العاصؓ، و معاویہؓ وغیرہ کے لئے بھی یہی طرز عمل اختیار کیا ہے؟ حضرت علیؑ کی طرف سے کئے گئے بھی اگر مولانا نے یہی طرز عمل اختیار کیا ہے پھر تو کوئی وجہ نہیں کہ ان پر روایت علیؑ کی وکالت ہے یا کہ الزام عائد کیا جلتے، لیکن اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کہ کے بالکل برعکس صحیح روایات کو چھوڑ دیا اور وہ کمزور و غیر صحیح روایات قبول کر لیں جو حضرت عثمانؓ و معاویہؓ وغیرہ کو ہجرین کی صف میں لاکھڑا کرتی ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ مولانا پر صرف حضرت علیؑ کی بیجا وکالت کا الزام عائد کر کے ہم خود یا ایک عثمانؓ و معاویہؓ کے ساتھ انصاف نہیں، ایک گونہ ظلم کا ارتکاب کریں گے۔ حضرت عثمانؓ پر روش تو اس سے کہیں زیادہ سخت تر الزام کی متقاضی ہے، آج کل کے دوسرے واضح ہو جاتے ہیں کہ مولانا نے حضرت عثمانؓ و معاویہؓ کے لئے بیشتر مقامات پر روایت روایت کر کے اسی سخت ترین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

وکالت ہے یا کہ دو سراسر انھوں نے۔

یہی طرح حضرت عثمانؓ کی شہادت کے لئے کہ عثمانؓ کا اپنی شہادت کا ایک کے مرتبے پر ان کا جو عہدہ رہا ہے اس کے مرتبہ کو ایک صحیح نقل میں لے کر پیش کیا عثمانؓ کے اپنے بیانات میں، یا اس وقت کے حالات و واقعات میں وہ تھے کیا مگر صرف ایک مالک، امام شیعہ احمد بن حنبلہؒ کی بزرگوں کی عہدہ دینے کا نقل آیا ہے جس کو کسی دلیل سے بھی حق بجانب قرار دینے کی گنجائش ہے کہ عثمانؓ کی شہادت پر ان کی شہادت سے اس کی حد انتہا سے باقی سزا دہی کا ہر کردی تھا

(ص ۳۳۸)

۱۸۵

بیان بخاری کے غیر جانب دارانہ طرز عمل کی غامضی کرتا ہے لیکن خدا کے دیکھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ اس پورے بیان میں فریب نظر کے سوا کچھ نہیں حضرت علیؑ کے بیانات اہل اس وقت کے حالات و واقعات میں مولانا نے حضرت کے برزخ کا عمل تلاش کیا اور وہ ان کو لی گیا، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا

مولانا نے یہی زحمت نہر حضرت عثمانؓ و معاویہؓ کے روایت کے صحیح عمل تلاش کرنے میں ہی اٹھائی ہے؟ حضرت عثمانؓ و معاویہؓ کے وہ اقدامات جن میں مولانا نے شیعہ افکار میں پیش کیا وہ ان مولانا نے ان سے مستقیماً قبضہ نتائج ان کی طرف منسوب کرنے کے لئے اس بات کی معمول سی کوشش کی ہے کہ پہلے ان اقدامات کی صحیح نوعیت خود ان کے بیانات میں یا اس وقت کے حالات و واقعات میں تلاش کی ہو؟ اگر ایسا کرنے کے بعد انھوں نے الزامات عائد کئے ہیں پھر تو انھیں سند سے بھیجا جاسکتا ہے، لیکن اگر انہوں نے ان تمام باتوں سے انھیں بند کر لی ہوں بلکہ وہ صحیح روایات بھی چھوڑ دی ہوں جن کی رو سے بیشتر الزامات کی صحت ہی مشکوک و مشتبہ ہو جاتی ہے، تو پھر اس طرز عمل کو ہم تحقیر و تائید کے کون سے الفاظ سے یاد کریں؟

تیرموا کہتے ہیں کہ صرف محمد بن ابی بکر اور مالک الاشتر کو گور نری کا عہدہ دینے کا فعل ایک ایسا ہے جس میں حضرت علیؑ کو حق بجانب قرار دینے کی کوئی گنجائش ہے نہ اس کی اس لئے اس سے معذرت کا ظاہر کر دیا ہے۔ یہاں دوسری چیزیں محل طلب ہیں۔ اول یہ کہ جب حضرت علیؑ کو یہ فعل عائد تھا تو ہم اس اقدام کو کس ہم سے تعبیر کریں اسی یا سیاسی تائیدی کہیں یا ذاتی مفاد کا نتیجہ؟ جس طرح کہ یہ دونوں الزامات ترتیب مولانا نے حضرت عثمانؓ و حضرت معاویہؓ کے اقدامات کے متعلق عائد کئے ہیں۔

دوسرے یہ کہ حضرت علیؑ کا ایسے شخصوں کا گور نری بھیجنا اہم عہدہ پر فائز کیا، جو قتل عثمانؓ میں شہ کے کچھ شریک تھے، ایک بے ندرت یا معمول اقدام تھا یا اس کے اثر بہت سے ہلکے نتائج و عواقب سفر تھے؟ دوسرے انھوں میں یوں کہ ایسے کو کس اقدام کے نتائج کہ قوم اور اسلام کے لئے یہاں مفید تھے یا مضر؟ اگر درجہ مولانا نے

۱۸۶

حضرت عثمانؓ کے متعلق صحاف طور پر کیا ہے انھوں نے ایسے بالی مقرر کئے جو اخلاقی و دینی لحاظ سے ضرور اور بڑے گوردار کے حامل تھے جس کے اثرات اسلامی معاشرے میں ایسے نہیں پڑتے، اور حضرت عثمانؓ کی فلاں فلاں پالیسی سے وہ بے صحت و ہلکے نتائج نکلے دران حالیکہ مالکین عثمانؓ کا کردار مالک الاشتر سے بے فائدہ گورگوں سے زیادہ گھٹیا اور عثمانؓ کی پالیسی حضرت علیؑ کی پالیسی سے زیادہ ہلکے نتائج کی حامل نہ تھی۔

مولانا نے حضرت عثمانؓ و معاویہؓ کے تمام اقدامات کے متعلق یہ دونوں چیزیں بالوضاحت پیش کی ہیں، ان کے اقدامات کو سیاسی تائیدی بھی کہا ہے، ذاتی مفاد سے بھی تعبیر کیا ہے پھر ان کے نتائج ان کے واقعی نتائج سے بھی کئی گنا بڑھا کر پیش کئے ہیں، لیکن حضرت علیؑ کے اس اقدام کو ہم کس چیز سے تعبیر کریں اس کے نتائج کیا تھے؟ اس کے متعلق مولانا نے چب سادہ لی ہے، خوب لاکر غیر جانب دار کی اور سب سے لاکر تجزیہ اس بات کا متقاضی تھا کہ اس مقام پر بھی سزا معذرت کی بجائے ان چیزوں کی وضاحت کرتے، اس واضح جانب دامانہ اور غیر متصفانہ طرز عمل کے بعد بھی مولانا اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں متاثر ہیں کہ انھوں نے حضرت علیؑ کی بے جا وکالت کی ہے۔

ایک اور نمونہ :-

مولانا مزید لکھتے ہیں :-

عزیز میں ایک کام ایسا نکلا جاتا ہے جس کو خدا نے اس کے سوا کوئی پیدا نہیں کیا۔
 اس عبارت سے مراد ہے کہ انسانی عقول و افعال میں یہ شے نہ ہے کہ شے کی جیسے کہ انہوں
 نے خود کی طرح جاننا ہے۔ اس عقول کا سوا کوئی ہے اور جہاں عزت علی بن ابی طالب کی ہے وہاں
 اس کا جو عارف اعتراف کر گیا ہے لیکن وہاں بھی خود سے دیکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی
 ہے کہ اس معانی پر وہ ناس نے کھلی عقلیت اور سرسبز جانبداری کا ایسا مقام پر کیا ہے جس کی توقع
 کسی عارف پسند آدمی سے نہیں کی جا سکتی۔

۴۳

اس میں جو مروت و عظمت و شان کے متعلق مجبور اعتراف کرتا ہے کہ ان کا کوئی
 ایک حلیہ و خصلت کے متعلق عارف ایک پہلو پر تو ان کے متعلق انہوں نے اپنے وقت و دور
 کے مطابق جو ان کے متعلق ہیں۔ یہ لوگ تو مناسب عزت و عظمت کے لئے
 ان کو کوئی اور چیز عطا نہ کی۔ حضرت علیؑ کے متعلق ہیں وہاں عارف ہی پہلو کو قابل اعتراف
 دیتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی ان کو اندر شتر تھی جیوں کو کوئی شک کے لئے اس کے
 لیکن مولاناؒ ایسا تدارک انداز پر جاندار کی حقیقت و عظمت فرماتے کہ حضرت عثمانؓ کے
 کا ہی اعتراف ہی پہلو کو ان کا یہاں اور چھوڑ پیش کرتے ہیں کہ اس کی سیابی حلیہ و خصلت کے لئے
 دے دے آباد کو گناہ دیتی ہے۔ اسے پڑھ کر ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ایک حلیہ و خصلت کا وہ ہے
 حضرت علیؑ کے اس ہی پہلو۔ بلکہ اس سے بدتر جہاں زیادہ قابل اعتراف ہی پہلو۔ پر کوئی تبصرہ نہیں کہ
 اس کے نتائج ملک و قوم کے حق میں مفید یا ضرر دہان ثابت ہوئے؟ حضرت علیؑ کے لئے ان
 کے مقابلے میں ان کو کوئی اتنی اہمیت اور اتنے اہم عہدے عطا کئے؟ اور اس وقت کے
 معاشرہ میں ان کے کردار کے اچھے یا بُرے کیا اثرات ظاہر ہوئے؟ ان میں سے کسی پہلو پر
 بحث نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ یہ تمام پہلو یہ تھے کہ حضرت عثمانؓ کی جیسی پر تبصرہ کرتے
 لکھوں گے یا ان کے ہیں؟ یہاں توفیق کی جگہ ہے۔ اقتدار کو دیا ہے کہ اس کی بدعت میں
 ہی سے کوئی بات کہی جا سکتی ہے۔ دیا۔ اس کو خدا نے کئے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ حضرت
 حضرت ولید بن عقبہؓ حضرت جندب بن سعدؓ اور حضرت عمارؓ کے لئے یہاں
 تھا جس کے وقت سے بعد اس کے مصلحتاً نہ تھا۔ خبر ہوئے۔ لیکن ان لوگوں کو گداز دینا، جو
 عثمانؓ نے ان کے لئے کیا۔ یہاں شریک تھے۔ ایک۔ یہ ضرر نہ تھا۔ اہم تھا جس کا کوئی برا نتیجہ
 ہوا۔ یہ معروف تھی۔ اس سے بڑھ کر کئی عقلیت اور سرسبز جانبداری اور کیا ہوگی؟

۴۴

حیدر علیؒ کی جاس و عظمت تو ان میں جاس و غیر ہم۔ لیکن یہ عزت چوتھی کرتے
 وقت وہ اس بات کو قبول کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے لئے کام یہ عزت و عظمت
 کی محتاج نہ تھے۔ علیؑ کی جاس و غیر ہم۔ لیکن وہ اس بات کو قبول کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے لئے کام یہ عزت و عظمت
 ساتھ تھا۔ جس کو ان کا خدا و خدا کو وہ عزت و عظمت کی جگہ میں تھا۔ جس کو ان کا خدا و خدا کو وہ عزت و عظمت
 میں سے آئے۔ ان لوگ تھے کہ دوسری طرف جاس تھے۔ ان حالات میں وہ
 انہیں لوگوں سے کام لینے پر مجبور تھا۔ جو وہ چاہی طرح اعتماد کر لیں۔

(۱۲۶/۱۲۷)

لیکن سوال یہ ہے کہ مولاناؒ ان عقول کو تسلیم کرتے ہیں؟ وہ تو بار بار بتا رہے تھے
 کہ جہاں ملک اسلام میں حضرت علیؑ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔ عارف مذہب
 ایسے تھے جنہوں نے بیعت نہیں کی۔ کیا ان کو بھی اس حد تک دیکھنے والے عارف ہیں؟ یا ان

بعض حضرات پر یہ بحث چھڑتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی طرح حضرت علیؑ
 نے بھی تو اپنے عہد خلافت میں اپنے اقرار کو بڑے بڑے عہدے دئے تھے
 لیکن وہ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ میری اس کتاب کا موضوع کیا ہے؟
 میں اس کتاب میں تاریخ نہیں لکھ رہا۔ بلکہ اس سوال پر بحث کر رہا ہوں
 کہ وہ کیا طاقت تھے جو آغازِ قتل کا سبب بنے۔ ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر
 کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ اپنی عقلیت کا وہ ہی ذریعہ بحث آئے گا کہ حضرت

۴۵

علی بنی القدر کا وہ۔ انہوں نے اپنے عہد میں جو کچھ کیا ہے آغازِ قتل کا سبب
 میں شائبہ نہیں کیا جا سکتا۔ (ص ۳۳۸)

جس طرح مولاناؒ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں تاریخ نہیں لکھ رہا۔ اس طرح یہ کہنا
 دعویٰ سراسر دھوکہ دہی پر ہے کہ میری کتاب کا موضوع صرف وہ واقعات ہیں جو
 آغازِ قتل کا سبب بنے۔ مولاناؒ نے جو تفصیلات قرأت کے ساتھ مراحل عثمانؓ میں لکھی
 سب آغازِ قتل ہی ہیں؟ حضرت معاویہؓ کے متعلق مولاناؒ نے تبصرہ کیا کہ ان کے عہد
 اقتدار ۴۰ سال کا اسلامی حکومت کی تمام اقدار کی خصوصیات ختم ہو کر رہ گئی تھیں۔ اس
 کے بعد جو امت کے وہ عقائد اور جو عہد کے نظام کی تفصیلات بھی بیان کر دی
 گیا۔ یہ سب کچھ محض قتل کا آغاز ہی ہے؟ آخر غلط بیانی کی بھی کوئی حد ہے۔ جب
 بحث کا آغاز حضرت عثمانؓ سے کیا گیا اور پھر بحث کا اختتام بھی حضرت عثمانؓ کا پایا
 پر نہیں کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہی امت کے بڑے و بڑے اور اس کے بعد جو عہد کے عقائد
 خلافت تک کو وہ محیط ہے تو آخر حضرت علیؑ کے وہ عقائد کو اس دیکھا سے کیوں کر
 حذف کیا جا سکتا ہے؟ حضرت علیؑ نے جو کچھ کیا، ان کو آغازِ قتل کے سبب میں شائبہ
 نہیں کیا جا سکتا۔ ٹھیک ہے۔ وہ سب کے نزدیک حضرت عثمانؓ کی جیسی ہے۔ لیکن
 سوال یہ ہے کہ شتر تھی جیسے قتل پر وہ ان کے اہم منصب پر فائز کرنے سے قتل
 کا خاتمہ ہوا۔ اس میں عزت و اضافہ ظاہر ہے۔ اضافہ ہی تھا۔ پھر یہ اقدام آغازِ قتل
 کے بعد اس میں اضافہ کا سبب ہوا یا نہیں؟ اس سے کہیں کہ صرف نظر کیا جا سکتا
 ہے؟ اس سے صرف نظر کر لیتا جانے عارفانہ طرز عمل نہیں تو ادا کیا ہے۔

۴۶

حقیقت پسندی یا کھلی عقلیت؟
 حضرت علیؑ کے متعلق مولاناؒ لکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے جس پر اسے حق کے لئے میں جس طرح کام کیا وہ شریک شریک
 خلیفہ راشد کے شایان شان تھا۔ اور صرف ایک چیز ایسی ہے جس کی مخالفت میں مشکل
 ہی سے کوئی بات کی جا سکتی ہے۔ وہ یہ کہ جس کے بعد انہوں نے قاتلین عثمانؓ
 کے بارے میں اپنا نظریہ بدل دیا۔ جس تک وہ ان لوگوں کے عزیز تھے۔ باقی
 ان کو براہِ راست کہہ رہے تھے۔ لیکن اس کے بعد تبصرہ وہ لوگ ان کے ان اثر
 حاصل کرتے تھے جو حضرت عثمانؓ نے نہ صرف خود ہی پر کرنے اور باقی نہیں
 شہید کرنے کے لئے نہ تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے نہ صرف ان کے عہد اور عہد پر
 کو گزری کے عہد سے ملک سے دیکھنا ہی بلکہ ان کے عثمانؓ کی ان دونوں حالتوں
 کا جو عہد عطا سب کو معلوم ہے۔ حضرت علیؑ نے کچھ اور سے نہ صرف ان کے عہد میں ہم

ہوتا ہے؟ باقی پوری مملکت اسلامیہ میں باصلاحیت افراد نہ تھے، ان کے علاوہ کچھ افراد تھے
جس تو وہ جانب دار ہو گئے یا مخالف کی پ میں شامل ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے خود مولانا کچھ
آئے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر یہ ہوا ایسے اصحاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جو جمعہ اربعہ
کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جس کے ساتھ عین القعدا اصحاب رسول کی اتنی
مظیم تعداد بتائی جائے اس کی طرف سے یہ تو جبراً جو مولانا نے پیش کی ہے، کس طرح صحیح سمجھی
جاسکتی ہے؟ یا تو یہ تو جبر غلط ہے یا کھڑا ہوا اصحاب رسول وہ تو ان مردود ہے دیکھ دقت دونوں
باتیں صحیح نہیں ہو سکتیں۔

پہلے کہنے کے لئے حضرت علامہ مولانا زبیر علی خاں صاحب کی مدد سے لکھنے والے جملہ فقہاء کا یہ حشر ہے
اپنا تامل و تشریف لکھنے کے لئے ان تمام حضرات کا جملہ کتب میں کر کے اور بعد کی اصلاحات پر سے سپرد کر
جاتے ہیں اس سے آپ کی حیات اور تمام حیاتوں سے نقشہ کے لئے ہم آپ کو اعلیٰ تر اور بہتر کر دیں گے ایک
نثر طبع کا مثال بیت ہیں، ایسا حال سے کہنے حضرت اعلیٰ رحمہ کے ساتھ اعلیٰ صاحب کی مدد سے لکھنے والے
ہونے تمام نہیں کیا باوجود حضرت اعلیٰ رحمہ نے ان کے تمام کو قبول کر لیا !

قصه وقت و ملوکیت

[illegible]

یہ تو تھے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی کتاب کے چند اقتباسات۔

اب ملاحظہ فرمائیں تو بہین رسالت سے لبریز اس موضوع روایت کو جسے مفکر اسلام نے کتنے وزنی اور شہسوں انداز میں پیش کیا ہے اور فیصلہ کیجئے کہ اس کو اس انداز میں پیش کرنے کا حوصلہ کن لوگوں کو ہو سکتا ہے۔ ہم اس من گھڑت اور بے ہودہ روایت کو دل پر جبر کر کے اس لئے نقل کر رہے ہیں کہ "نقل کفر کفر نہ باشد" تاکہ احیائے اسلام اور اقامت دین کے نام پر تحریک اسلامی کو جہنم دینے والی شخصیت کے اصلی خدو خال سامنے آجائیں۔

اگست ۱۹۵۲ء کے ترجمان القرآن کے شمارے میں سید مودودی نے کچھ گزارشات پیش کی تھیں۔ جن میں سے ایک عورتوں کی قانون ساز اسمبلی پر رکنیت سے متعلق تھی۔ اس پر اعتراضات کے جواب میں سید مودودی صاحب نے مفصل بحث کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں عورتوں کی اس رکنیت سازی کو بالکل غلط ثابت کر دکھایا۔ اس ضمن میں حضرت عائشہؓ کی جنگ جمل میں شمولیت پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے اس بے ہودہ من گھڑت روایت کو صحیح مان کر ثبوت میں پیش کیا۔ ہم اس روایت کو اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ شاید کوئی معصوم اور سادہ ذہن جو مفکر اسلام کی شخصیت کو نہ پہچان سکا ہو تو اس کے بعد اس کی سوتی ہوئی غیرت ایمانی اور دینی حمت جاگ اٹھے۔ ملاحظہ ہو ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۵۲ء کے شمارے کی عبارت۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نہیں جاسکتی بلکہ یہ اس سے
بڑا ہے۔ یہ چار اسکیل ہیں: فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیر میں سے لینے کا
کہہ کر تم میں سے کسی پر غائب کے لئے جو کہہ دے، اور یہ آپ نے یہ سے غائب کر کے
فرمایا کہ زوار: اسے غائب کر کے تم میں: ہر ذرا کہ حضرت عائشہ کو تم کو نصیحت دیا گیا۔
مقام غائب نہیں ہے۔ خبر: وہ اس کے لئے ہے۔ ہر میں: میں نے یہ کہہ کر اپنی بیوی کو نصیحت
جو اسلام میں دی گئی۔

تَرْجَمَانُ الْقُرْآنِ لِأَهْلِ

جلد دوم	نویسندگان: مصطفیٰ	تعداد صفحات: ۱۴۵	تاریخ: ۱۳۸۵
انتشارات	ادبیات و هنر		

ہیں سب سے بڑے کہ خود ہی صل اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس تختہ پر نشین کر دیا۔
 اور شقیہ کی سعادت یہ کہ وہ میرے کے راستے میں جب حضرت عائشہ خائبہ کے مقام پر نہیں تو
 گئے ہر گز نہیں ہوتے کہ میرے کہ طرف چلے حضرت عائشہ نہ جاکر کر دیا کہ اگر مقام ۴۔

ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے۔

ابن نشیبی کی روایت ہے کہ جو شخص اپنے حبِ حضرت عائشہؓ کو آپ کے تمام بارے میں نہ
تکے جو تکے ہونے لگے اس کے لیے اس کی طرف پلکے نہ کرے کہ جس کا حب حضرت عائشہؓ کو تمام بارے میں وہاں ہوتا ہے
تمام حوزہ میں ہے۔ وہ اس کے پلکے نہ کرتی ہیں۔ ابن نشیبی ایسا ہے اور ابی ہریرہؓ کی روایت بھی
اسی ہے۔

کاشیں اس میں گھڑت اور موضوع روایت کو تحریر کرنے سے پہلے وہ قلم ٹوٹ جاتا یا اس کی سیاہی صفحات پر منتقل ہونے سے پہلے خشک ہو
جاتی۔ جس نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا گئی اس روایت کو صحیح قرار دیکر نقل کیا۔

کاشیں! وہ ہاتھ ڈھک جاتا جس نے آپؐ سے رسولؐ کی طرف اس موضوع روایت کو حقیقت کا جامہ پہنا کر منسوب کرنے کی جسارت کی۔
کاشیں! وہ ذہن اس سے پہلے منطوق ہو جاتا۔ جس کے اندام ٹھنسنے والی نہ ہر ملی مویج نے حرمِ رسولؐ کی طرف بغض و عناد سے ہرگز اس گھنا قرنی
حکایت کو ابنِ قتیبہ کے حبار سے کس ہوشیاری سے پیش کر کے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔

کتنے دکھ انداموں کی بات ہے کہ تقدسِ رسولؐ پر ایسا جارحانہ حملہ اتنی بے باکی اور دہریہ سے کیا گیا اور کسی غیرت مند کے قلم سے اس پر کوئی گرفت
نہ ہوئی۔

اس روایت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھئے، تاکہ منکر اسلام اور محقق تاریخ کی شخصیت کے اصل خدہ خال پوری طرح عیاں ہو جائیں۔

قرآن مجید اس کا ترجمہ و تشریح مولوی صاحب کی تفہیم سے۔

تَفْهِيمُ الْقُرْآنِ

سورۃ النور

ابو الاعلیٰ مودودی

جلد پنجم

ادارہ "تَحْقِيقُ الْقُرْآنِ" لاہور

تَجَنَّبُوا إِلَيْهَا الْكَافِرِينَ آمَنُوا أَنْ جَاءَكُمْ قَائِلٌ وَنُبَأٌ مِّنْ بَيْنِهِمْ
تُصِيبُوا قَوْمًا مِّنْ بَيْنِهِمْ فَتُصِيبُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ زُلُمًا مِّنْ

الحدیث

میں سے۔

اسے لوگو جو ایمان لائے ہوں اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تمہیں پر کیا
کڑکے گا یا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو مارا راستہ نقصان پہنچاؤ گے پھر اپنے لیے پریشانی ہوگی

اس میں

ایمان والے ایک امّ شریعت کا وہ خطبہ ہے جس کا ارشاد اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی روشنی میں مسلمانوں کی حکومت کے
لیے جو قانون ہیں۔ ان کے لیے جس طرح کے احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں
ان کے لیے جو احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں ان کے لیے جو احکامات ہیں

اور اب ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بارے میں قرآن مجید کی ان آیات کے نزول کو بھی نظر میں رکھئے کہ جو رب العالمین نے قرآن مجید میں نازل کیں
کہ کیا مقام ہے اس زوجِ مطہرہؓ کا کہ اس کے کردار کی عظمت قیامت تک کے لیے قرآن مجید کا حصہ بن چکی ہے۔ جس کے خدایہ پروردگارِ عالم نے ہمیشہ کیلئے
تاریخ کے مبلغوں کے کردار کو واضح کر دیا ہے کہ جب بھی کوئی تاریخ کے بھڑے اور مکروہ واقعات کی آڑ میں ام المومنینؓ کے کردار پر کتنے ہی خوبصورت روپ
اور انداز میں انگشت نہانی کرے گا۔ ایک مسلم اسے پہچان لے گا۔

بہرہ رنگے کو خواہی جامہ سی پوشش

من انذارِ قدرتِ رانی شناسم

(تم چاہے کسی رنگ کے لباس کو پہن لو، میں تمہیں تمہارے قدرتِ قہر سے پہچان لوں گا۔)

سورۃ النور کی آیات امدان کا تشریح تفہیم القرآن سے

اصول حدیث کی روشنی میں۔

مندر کے لحاظ سے یہ روایت مجروح ہی نہیں بلکہ ان مشہور جھوٹی روایات میں سے ہے۔ جس روایت کا نام لے کر اسے جھوٹا کہا گیا ہے۔
ملاحظہ ہو۔ اس کے راوی قیس بن ابی حازم اور اس کی جھوٹی روایت کا حوالہ اسماء الرجال کی کتاب سے۔

پہلی روایت :

تاریخ طبری حضرت دوم خلافت راشدہ

حقیقۃً اقول
سنة ثانیة
تتمت بحمد الله
مستخرج من تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱
تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱
تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱

نفیس اکیذیعی

کراچی (پاکستان)

خلافت راشدہ ۸۲ تاریخ طبری ص ۸۲

اس کی کافریت اس کے پاس اس قدر کادرت میں تھا کہ سب لوگ اس کے یہاں ٹوٹتے
ہوئے اس سے ان لوگوں کو ان کی شکست پر فخرت دہانی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی
جنگ میں گروم گروم کر ان کو غارت کے مقابلے کے لئے لایا اس طرح ایک بڑی جماعت ہی
کے پاس آگئی اور اب وہ ہر جنگ کے لئے دیر سے تیار رہتے تھے اور ان کے ہاتھ میں
اس کے پاس آگئے اس سے قبل ہم قرظ کی زندگی میں یہ قید ہو کر عاشق کوئی تھی
انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا ان کے پاس حرم ایک رہی پھر اپنی قوم میں بھی آئی تھی
پرتہ رولی اور مسلم عاشق کے پاس آئے اور فرما رہے تھے کہ تم میں سے ایک سو بہ کے
کوئی کو چھو نہ گئے گی، سنی سے سرتہ ہونے کے بعد وہیں اور مسلم کی اس بات کو چھو نہ گئے
اور اسے متروکین کا بدلہ لینے کے لئے گاہہ بری ہاں کے لئے اگر کوئی کہنے لگے
اس کے سرتہ سے سو بہ تک کے سوتے میں مارا جگر لگے اور ان قباک سلطان و ہارون
سلم اسد ادرت کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے سرتہ ہو کر سیدہ و ہارون کا وصیت کے
دن میرا رہتے اس کے پاس ایک دور کو شش کے لئے تھے پرتے۔

تاریخ طبری

دوسری روایت :

خلافت راشدہ حضرت علی

حقیقۃً اقول
سنة ثانیة
تتمت بحمد الله
مستخرج من تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱
تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱
تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱

نفیس اکیذیعی

کراچی (پاکستان)

خلافت راشدہ ۸۲ تاریخ طبری ص ۸۲

تہذیب التہذیب

لابن حجر العسقلانی

المجلد الثامن

دار صادر

ج (۸) تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱

ج (۸) تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱

ج (۸) تہذیب التہذیب (۳۸۶) ج ۱

قالا لعلہ روی عنہ شہادۃ قدوی بعد الشرة من جماعت من الصحابة
و کثر ازم وهو من الزوایر و قد کان اصحابنا قریب من رفع قدره و
جعل الحديث عنه من اصح الاسناد و منهم من قال له و قال له احاديث
من اكبر الذين اطروحو له احاديث على انحاء كثيرة من اكبر و قاتل
غرائب و منهم من قال له في مذهبه و لا كان يحمل على من و لا شرة عنه انه
كان يقدم عثمان و لا شك نسب كثير من قدماء الكوفيين الرواية و قال ابن
جرير كوفي جليل و اس في القاموس احمد و روی عن الشرة الا قيس بن ابي
حازم قال ابن معين مراد من الزمري و قال مراد و قال ابن سعد الا شيع
استثنا ابانك الا حرم و قال لعلہ في قریب ما بعد ان انكر اسمعيل بن
ابی خالد و حرم و قال لعلہ في هذه الاسطوانة من في القاموس و قال لعلہ
ابن ابی حازم في القاموس من ابی خالد قال كبر قيس حتى جاز انما لعلہ بن
كثيره حتى طرف و ذهب مثله و قال ابن الدعي قال لعلہ قيس بن سعيد قيس
ابن ابی حازم في الحديث ثم ذكره في احاديث ما كبر منها حديث كلاب
المواهب قال عمرو بن علي مات سنة ثمان و ثمانين

قال ابن الدعي قال لعلہ قيس بن سعيد قيس
ابن ابی حازم في الحديث ثم ذكره في احاديث ما كبر منها حديث كلاب
المواهب

ابن مدینی نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید نے فرمایا۔
قیس بن ابی حازم منکر حدیث ہے اور میرا حق کا بہت سی
منکر روایتیں بیان کیں جس میں جواب کے سکتوں والی
روایت بھی تھی۔

(تہذیب التہذیب جلد ۸ - ۸۵ - ۳۸۶)

اب طبری کے حوالے سے جواب کی روایت اور اس
کی حقیقت۔

میں "خلافت و ملکیت" کے نام سے ابن سبا کے نظریہ کی تبلیغ کر رہا ہے۔ لیکن ترجمان القرآن سے کبھی وہ صدا بلند نہیں ہوتی۔

آجے غور سے دیکھئے کہ کس نے جانبدارانہ انداز میں وکالت کی ہے۔ ادب ابن قتیبہ کی الامامة والسياسة کی حقیقت بھی سید مودودی کے الفاظ میں دیکھئے۔ جس کی موضوع روایت کو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی بنا کر پیش کیا ہے کہ اس وقت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تہذیب و تہذیب منقصور دہی۔ ادب جب حضرت علیؓ و فاطمہؓ کا معاملہ آیا تو ابن قتیبہ کی الامامة والسياسة کی روایات عقلاً بھی وہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اس کے بعد ان کی جانبدارانہ ذہنیت کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ملاحظہ ہو۔ رسائل و مسائل حصہ سوم میں درج سوال اور اس کا جواب۔

رسائل و مسائل

حصہ سوم

سید ابوالاعلیٰ مودودی اسلامک پبلیکیشنز لیٹڈ

۳۰- اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور پاکستان

۲۰۰

براہ کرم حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کی حقیقت واضح کریں۔ نیز اس امر سے بھی مطلع کریں کہ اپنی تفسیر کی کتاب کا علمی پایہ کیا ہے اور وہ کس حد تک قابل اعتبار ہے؟

جواب: اپنی تفسیر قرآن مجید ایک متفقہ شخص تھے۔ لیکن ان کی میں تعینیت کا وہ الم شیعہ عالم نے دیا ہے اس میں بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو حلقہ قابل قبول نہیں ہیں۔ خصوصاً حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی سیرت کا جو نقشہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد لکھا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر اسے دیکھ کر مان لیا جائے تو ان دونوں پر گریہ بہشتوں کے پائے عقیدت تو دور رکھنا بھی راستے کا پر قرار رہنا بھی محال ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۰۱ مضمون آپ خود فاطمہؓ پر ایسے اور خود ہی راستے قائم کیجئے کہ کیا ایسی روایات قابل قبول ہو سکتی ہیں۔ قبول کرنا تو ایک طرف، انہیں تو اسے اس قابل بھی نہیں ہو سکتا کہ اسے نقل کر کے آپ کے سامنے پیش کروں۔ اسی طرح کی چیزیں دیکھ کر بعض اہل علم نے یہ راستہ قائم کیا ہے کہ یہ کتاب یا قرآن تفسیر کی ہے ہی نہیں بلکہ انکم اس میں بعض چیزیں مزید اضافی ہیں۔ انہیں سے میں خط کا موازنہ رہا ہے وہ ابن عباسؓ کے بعد انگریزوں میں بھی نقل کیا ہے۔ اس لیے میرا اعتماد صرف امامان و اہل سنت پر نہیں ہے۔

مترجمان سے قطع نظر جہاں تک حضرت فاطمہؓ کے حوالے میراث کا متعلق ہے اس کے لیے اپنی تفسیر کی امامان سے رجوع کرنے کی کیا ضرورت

۲۰۱

ہے۔ اس کی تصدیق قرآن مجید و دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان کتابوں کی مستند روایات سے یہ بات صاف طور پر مدہم ہو جاتی ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی حقیقت کے معاملہ میں حضرت ابو بکرؓ سے ناراضی نہ ہونے پر تھی۔ مگر حضرت ابو بکرؓ نے جس بنا پر حضرت فاطمہؓ کے دوسرے کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارش تھا کہ ائید وجمہ المسلمین کی برکت ان کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتی بلکہ ان کا ترکہ صرف ہے۔ یہ بات بھی تفسیر کے ہاں بھی مذکور ہے۔ اور کسی جگہ بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا نقل کردہ زبان نبویؐ صحیح و صحیحاً حضرت فاطمہؓ کو اس کی حمت سے انکار تھا۔ اب آپ خود غور کریجئے کہ حضرت ابو بکرؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرنا واجب تھا یا اس کو نظر انداز کر کے حضرت فاطمہؓ کی رعنا متعل کرنا ضروری تھا؟ جم تو اس بات کا بھی تصور نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقلی شخص کے بعد اسے قبول کرنے کے بجائے حضرت فاطمہؓ اس طرح خراب ہوئی ہوں گی جس طرح خراب ہوئے عائشہؓ اپنی تفسیر نے لکھا ہے۔ اگر وہ زنجیرہ ہوتی تھیں اور اس کا انہوں نے کسی شکل میں انکار بھی کیا تھا تو اس کی زیادہ سے زیادہ بہتر تاویل یہی کی جاسکتی ہے کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو کسی اور معنی میں سمجھتی ہوں گی۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے جو مضمون اس کا بیان کیا اس سے انہیں اتفاق نہ ہوا۔ یہ تاویل اس واقعہ کی تہ کی جائے تو میرا اس الامام سے حضرت فاطمہؓ اور ان کے وارثوں کو نہیں بچایا جاسکتا کہ وہ مال

اب نہ خود سے تحریک کے دونوں حصے دیکھئے جو سید مودودی صاحب نے ابن قتیبہ کی الامامة والسياسة سے نقل کئے ہیں۔

پہلا حصہ جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کے متعلق ہے کتب حقیقت مندی سے قبول کر لیا۔ (جن میں طلحہ و زیدؓ عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں) ان تفسیر کی روایت ہے کہ انہوں نے عائشہؓ کو ان کے مقام پر نہیں تو گئے مگر کتنے برسوں کے بعد اس کے طرف چکے۔ آخر کار حضرت عائشہؓ کو قسم لگا کر مقیم دیا گیا کہ تمام قرآن نہیں ہے تب وہ آگے چلنے پر آمادہ ہوئیں۔ ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ یہ جلی جلی ثبات تھی جو اس میں وہی گئی۔

دوسرا حصہ جو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے متعلق ہے اسے وہ عقلاً بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اپنی تفسیر قرآن مجید ایک متفقہ شخص تھے۔ اس میں بعض چیزیں ایسی موجود ہیں جو حلقہ قابل قبول نہیں ہیں۔

حدیث کا کیا حال ہے اور اس معاملہ میں جس پائے کے محدث سے اس کو اپنا کتاب
میں مندرجہ کرنا جس کے واسطے ہم اس کی دالے کو اپنی پوری وقعت میں
دیتے ہیں۔ لیکن فی حدیث ان کو ضروری کی بنا پر ہی کاٹنے سے ڈر گیا ہے ہم اس
امر کا التزام نہیں کر سکتے کہ بعض علم روایت کی بہیم پہچانی ہوئی معلومات پر چڑھا
ہو اور اس کا کہہ ہر اس حدیث کو ضروری حدیث رسوالیہ تسلیم کریں جسے اس علم
کی ذمہ سے کچھ قرار دیا گیا ہو۔

محمد ثنین اور اسما۔ الرجال کے متعلق راستے۔

تقیہیات

مستقل

بعض مرکز: آقا اس نقل اسلامی کی تشریح و تفسیر

سید ابوالاعلیٰ مودودی

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

شاہ عالم مارکٹ لاہور

۳۵۶

شفہ مشہور کو شان پر، مزاج کو رسی پر، مسل کو منتقل پر اور تزیین
ویں انسان کی کچھنی ہر ایک حد تک سر نہ تو قرار دے کریں یہی وہ مسلک ہے جس
کی شدت نے بہت سے کم علم لوگوں کو حدیث کی کئی مخالفت یعنی دوسری دنیا
کی طرف دھکیل دیا ہے۔

محمد ثنی و محمد اشد کی خدمات مسلم۔ یہ بھی مسلم کو نقد حدیث کے لیے جو مولو
انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صد اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کمزور ہے
کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کثیف ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست
ہے۔ وہ بہر حال تھے تو انہی ہی انسانی علم کے لیے جو یہی نظر اشد نے مقرر کر
رکھی ہیں اس سے آگے تو وہ نہیں جاسکتے تھے۔ انسانی کاموں میں جو نفس فطری
قوت پر مبنی ہے اس سے تو ان کے کام محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے
ہیں کہ میں کو وہ کچھ قرار دیتے ہیں وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے بصورت کمال
یقین تو خدا ہی کو کسی نہ تھا جو بھی زیادہ سے زیادہ ہی کہتے تھے کہ اس حدیث
کی صحت کا قطعاً غالب ہے مگر یہاں تک کہ اس غالب ان کو جس بنا پر حاصل ہوتا
تھا وہ بظاہر روایت تھا نہ کہ عقل و روایت۔ ان کا نقطہ نظر زیادہ تر اخباری
ہوتا تھا۔ عقائد کا حاصل موضوع تھا، اس لیے تقیہات نقطہ نظر سے حادث
کے متعلق راستے قائم کرنے میں وہ تقیہات کے مجتہدین کی برکت کو نہ تھے۔
پس ان کے کلمات کا جائز اقرار کرتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ حدیث
کے متعلق جو کچھ بھی تحقیقات انہوں نے کی ہے اس میں دو طرح کی کمزوریاں
موجود ہیں ایک بظاہر اسناد و دوسرے ممالک نقد۔

اس مطلب کی تشریح کے لیے ہم ان دونوں حیثیتوں کے تفاسیر پر متوجہ ہونا
کام کر رہے ہیں۔

کسی روایت کے جانچنے میں سب سے پہلے جس چیز کی تحقیق کی جاتی ہے وہ
یہ ہے کہ یہ روایت جن لوگوں کے واسطے سے آئی ہے وہ کیسے درج ہیں۔ اس مسئلہ

۳۵۷

میں متعدد مشیات سے ایک ایک راوی کی جانچ کی جاتی ہے۔ وہ مجتہد ترقیبی
روایتیں یا ان کے غیر متعلق ترقیبی؛ فاسق اور بدعتیہ تو نہیں، وہ بھی مشیعت
الخط ترقیبی؛ مجہول الحال ہے یا معروفہ الحال؛ ان تمام مشیات سے روایت

کے احوال کی جانچ کرنا ان کے ترقیبی کو اس نے اسما الرجال کا منظم امتحان و ترقیب
کیا جو بدعتیہ نہایت میں ترقیب ہے۔ مگر ان میں کوئی چیز ہے جس میں عقلی کا احتمال
ذہر و قول تو روا کی سیرت اسما کے ملاحظہ اور ان کی دوسری بطنی خصوصیت
کے متعلق باطل صحیح جو اصل میں نہایت مشکل دوسرے خود وہ لوگ جو ان کے متعلق درج
تھا کہ ان کے واسطے تھے۔ انسانی کمزوریوں سے متبرک تھے نفس ہر ایک کے ساتھ کھڑا ہوا
تھا۔ اور اس بات کا قوی امکان تھا کہ انہیں اس کے متعلق کچھ یا بڑی راستے قائم
کرنے میں ان کے ذالی رجحانات کا بھی کسی حد تک دخل ہو جائے

۳۵۸

اس قسم کی شائیں پیش کرنے سے بڑا مقصد یہ نہیں ہے کہ اسما الرجال کا سارا
مجموعہ خط ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ اس کے کچھ حضرات نے رجال کی جانچ
تعدیل کی ہے وہ بھی تو آخر انسانی تھے بشری کمزوریاں ان کے ساتھ بھی مل جاتی
تھیں کیا ضرور ہے کہ میں انہوں نے نقد قرار دیا ہو وہ بالیقین نقد اور تمام ترقیب
میں نقد ہو۔ اور جس کو انہوں نے غیر نقد قرار دیا ہو وہ بالیقین غیر نقد ہو اور اس
کی تمام روایتیں یا یہ اقبالیہ سے ملاحظہ ہوں۔ پھر ایک ایک راوی کے ملاحظہ
اس کی ایک بطنی اور محبت ضبط و غیرہ کا حال باطل صحیح معلوم کرنا تو ادنیٰ ہی مشکل
ہے۔ اور ان سب سے زیادہ مشکل یہ تحقیق کرنا ہے کہ ہر راوی نے ہر روایت
کے بیان میں ان تمام جزئیات سے کچھ کو ملحوظ نہیں کیا ہے یا نہیں جو تقیہات نقطہ
نظر سے احتیاط مسائل میں اہمیت رکھتی ہیں۔

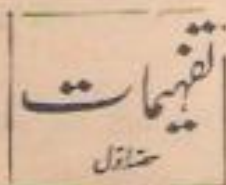
یہ ترقیب رجال کا معاملہ ہے۔ اس کے بعد دوسری اہم چیز مسلک اسناد ہے
محدثین نے ایک ایک حدیث کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہر راوی
جس شخص سے روایت مینا ہے آیا وہ ایسا کامیاب حدیثی ہے، ہم عصر تھا تو اس
سے ملے بھی تھا یا نہیں، اور ملے تھا تو آیا اس نے یہ خاص حدیث خود ہی سے سنی
یا کسی اور سے سنی اور اس کا حوالہ نہیں دیا یا ان سب چیزوں کی تحقیق انہوں
نے اسی حد تک کی ہے جس حد تک انسان کر سکتے تھے۔ مگر لازم نہیں کہ ہر روایت
کی تحقیق میں یہ سب امور ان کو ٹھیک ٹھیک ہی معلوم ہو گئے ہوں بہت
ملک جہ کہ میں روایت کو وہ متصل اسناد قرار دے رہے ہیں وہ درحقیقت
منتقطع ہو اور انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا جو کہ میں کوئی ایسا مجہول الحال راوی
پھوٹ گیا ہے جو نقد نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جو حدیثیں مسلک یا
مستقل یا منتقطع ہیں، اور اس بنا پر یا یہ اقبالیہ سے گری ہوئی بھی جاتی ہیں، ان میں
سے بعض تقدماویوں سے آئی ہوں اور باطل صحیح ہوں

یہ اور ایسے ہی بہت سے امور ہیں جن کی بنا پر اسناد و جرح و تعدیل کے

۳۶۰

علم کو کثیف صحیح نہیں سمجھا جاسکتا۔ یہ مراد اس حد تک قابل اعتماد ضرور ہے کہ
سنت نبوی اور آثار صحابہ کی تحقیق میں اس سے مدد لی جاسکتی اور ان کا کتا
لحاظ کیا جاسکتا۔ مگر اس قابل نہیں ہے کہ اس کا عمل اسی پر اعتماد کر لیا جائے۔

ایک دلچسپ تضاد بھی دیکھتے۔



۳۵۹

محمد ثنی و محمد اشد کی خدمات مسلم۔ یہ بھی مسلم کو نقد حدیث کے لیے جو مولو
انہوں نے فراہم کیا ہے وہ صد اول کے اخبار و آثار کی تحقیق میں بہت کمزور ہے
کلام اس میں نہیں بلکہ صرف اس امر میں ہے کہ کثیف ان پر اعتماد کرنا کہاں تک درست

لِيُعْطِيَ لَهُمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾

فہرست
فیض الیوم

فہرست اکیدی

۱۰۴

ہیں وہ انسان جو ان تاریکوں کو مستند ترین کتابیں بنا کر رہ جائے کہتے معصوم اور بھولے بھالے انسانوں کو کہتے عظیم الشان انسانوں کے متعلق نفرت دلائے میا کامیاب ہو گئے۔ جن کے متعلق رب کائنات نے فرمایا۔

تَقِيهِ الْقُرْآنَ

عربی و تشریح

مستند مودودی کی

تفہیم القرآن کی تشریح

سے "خلافت و ملوکیت"

میں پیش کی گئی

Joined _____

ابن ابی نعیم

۱۲۸

ادامہ کتاب القرآن

1860

مؤمنين اذ يبايعون

55

تفسير القرآن

البريد

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔

645

تقسیمات و تقاضات

الفصل الثاني

حَمْدُ رَسُولِ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ آمَنُوا عَلَى الْكَافِرِينَ سَلَامًا

بَيْنَهُمْ تَرْتِيْلُهُمْ رُكْعًا يَجْتَمِعُونَ فِيهِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ

سیدھا ہم بی وجوہ ہم میں ایر السید و دیت مسلمانہ بی
 عفوالت کے دھوا ہیں اور بزرگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار و منافق اور آپس میں دشمن ہیں

انہیں دگر و سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی نوازشوں کی طلب میں مشغول پاؤ گے سچو کے
 ثمرات ان کے حصول میں موجود ہیں جو رہے وہ الگ سمجھنا ہے۔

الفرقة

61

تفسير القرآن

١٢٠

التَّوْرَةِ وَمِثْلَهُمْ فِي الْإِغْوَاءِ كَزَمَرٍ أَخْرَجَ شَطْرًا

تو تھیں اور انجیل میں اُن کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھینٹ جی جس نے پہلے کھانسی

4

سید محمد تقی

الفتح

فَأَمْرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّمَرُ

ابراہیم علی مودودی

(۱۶) در ترجمان اُمّتِ سرائین: پیمبرِ لاهور

وقيل : كان سبب الريبة أنه حدث قلبه أنه يعطين أن يقطع يوماً بغير

2) 人生时数短，

۱. مثال -

وقيل : إن شيطنة داود كانت أنه لما بلغه حسن امرأة أوريا تمسأ أن تكون له حلالاً . فالتفت أن أوريا صار إلى الجهاد فقتل فلم يجد له من المم ما وجده لغيره . فبينما داود في الصحراب يوم عباده وقد ألقى الباب إذ دخل عليه ملكان أرسلهما الله إليه من غير الباب ، فראה ذلك قال : لا تخف ، فضعان يدي يتعفتان على بعض فاحكم بيننا بالحق . إن هكذا

برس

قصی

114

فمرف ما ايتلي به وما وقع لب ، فلفز ساجداً لربين يوماً لا يرفع راسه
الا لحاجة لا بد منها ، ولأوامر الكهنة حتى نبت من دموعه عتب خطي راسه ،

۳۱۹
اس کے متعلق بھی نہیں ہے کہ یہ لوگ ان حدود واولیوں کے قیام ہیئت کو انہیں
ہندو کے قبول کرتے چکے تھے ہیں۔ وہ اصل انہوں نے وہاں لوگوں کے قیام ہیئت
کو دیا ہے اور وہ سب کو قبول کر لیا ہے۔ وہ ان میں سے چھانٹ چھانٹ کر صوفیہ
چیزیں لے لیتے ہیں جو ان کے نزدیک نقل کرنے کے قابل ہوتی ہیں لیکن انہیں یہ بہت سارے
دوسرے امر بھی ملاحظہ ہیں کہ سائنسہ ہوتا ہے۔ اور وہیں میں مسئلہ واقعات کے ساتھ
مطابقت میں آتی ہے۔ اس لیے کوئی عقول وہم نہیں ہے کہ ان میں سے اور
عبداللہ بن ابی اسیر، امی اسیر، امی اسیر اور ان ہیچہ دوسرے لفظ غلط فہمی
کتابوں میں جو ملامت حدود واولیوں سے نقل کیے ہیں انہیں رد کر دیا جاسکتا ہے۔ اور کیا
شیعتہ یا متعلق عقول صحیح ہیں یا جہل و سہو کی کہیں ان کے متعلق یہ رائے تاہم کہ
لیا جاتے کہ وہ ان کے سوا نہیں ہیں، مستحکم ہیں اور انہیں اس افکار کے بعد تک پہنچا دیا
جاسکتا ہے۔

اب ملاحظہ ہو تاریخ و الکامل ابن اثیر کا حوالہ۔

الکامل فی النیاح

گالیت

الشيخ الجليل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن محمد بن عبد الوهاب الشيباني المعروف

بایں الاثیر

المجلد الأول

وام سرود

واریعت اور

جيش القذافي والفرنسيين

المكتب الوطني للتعليم والتدريب

ترویج

1999-2000

ذکر ہے ہر جہ اُوریا

ثم إن الله ابتلاهم بزوجة إزريّا .

وكان سبب ذلك أنه قد قسم زمانه ثلاثة أيام ، يوماً يقضي فيه بين الناس ،
ويوماً يخلو فيه العباد ، ويوماً يخلو فيه مع نفسه ، وكان له سبع وتسعون امرأة ،
وكان يصدق فضل إبراهيم وإسحاق ويعقوب ، فقال : أي وبني أرى الخير
قد ذهب به آتاني فأصلي مثل ما أمليتهم ! فأوحى الله إليه : إن آبائك ابتكروا
بلاء فصبوا ، ابتكلى إبراهيم ببلع ابنه ، وابتكلى إسحاق ببلع بصره ، وابتكلى

تال : خدا استطاع داود بعد از آن بلا عیب من الساء حیا من ربه حتی
قبض . و نفس عطیته فی یدہ ، فكان إذا رآها اضطربت یدہ ، وكان یزلی
بالشراب فی الإناء لیشرہ ، فكان یشرب لحدہ ثم کذب لیدکر عطیته فاستعب
حتى تکاد منامه یزول بقضایا من بعض ثم یبلا الإثم من دعوہ . وكان
یقال : إن دسما داود تملک دموع الخلاق ، وحر یحی . يوم القيامة وعطیته
مکوبة یکنفہ فیقول : یا رب ذنبی ذنبی قد ذنبی ، فیکفکم . فلا یأمن .
یا رب أعترنی ، فلا یأمن .

و اوقات الطلوع طاعة داود عن بني اسرائيل واستحقوا بأمره ، وروى
عليه ابن له يقال له يئسني ولت اية طالوت لدا إلى نفسه ، فكثر اتباعه من
أهل قريش من بني اسرائيل ، فلما تباها الله على داود احتج إليه طائفة من
الناس فطوب اية حتى حزمه ووجهه إليه بعض نواده وأمره بالزمن به والظلم
لله بأمره ولا يملكه ، وعليه قتال وحر منهم فاستطروا إلى شجرة قتله ،
فحزن عليه داود حزنا شديدا وتكثرت لذلك قتاله .

TIV

ثم نادى : يا رب قرح العين وسدت العين وداود لم يرجع إليه في عطیته
شي . فتودي : كالحاج قطع أم مريض فشتي لم يظلم فخصر + قال :
فذهب بعد حاج ما كان ليت . عند ذلك قيل الله توبه وأوس إليه . فزعم
ولذلك فقد طهرت لك . قال : يا رب كيف أعلم أنك قد عرفت لي ؟ ولت تفر
مكم حد لا تخيف في حضاه إذا جاء ثوبا يوم هليله أعلأ وكه يصب
تختب أوداجه دما قبل عرشك يقول : يا رب سل هذا يوم قلبي . فأوس
الله إليه : إذا كان ذلك دعوتك وتوحيك من . فبهك لي طاعة بذلك الملك .
قال : يا رب الآن طعتك شكك قد عرفت لي .

یت C. B.

۱ (سورة ص ۲۸ ، الأمان ۲۲ ، ۲۳) .
۲ فشتي .

TIV

اردو ترجمہ

”یہ قصہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کو کیسے آزمایا گیا ادبیاہ کی بیوی کے ساتھ .

پھر پردہ گارنے حضرت داؤدؑ کو آزمائش میں ڈال دیا اہیاہ کی بیوی کے ذریعے سے اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے اوقات کو بے لوث
میں تقسیم کر لیا تھا وہ بادشاہ تھے ایک دن بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے کرتے تھے اور ایک دن وہ عبادت کرنے کے لئے خلوت میں چلے جاتے تھے اور ایک دن وہ اپنی بیویوں
کے ساتھ خلوت کرتے تھے . ان کی (۹۹) شانوں سے بیویاں تھیں .

ان کو رشک آتا تھا . اپنے بزرگ اور دادا حضرت ابراہیمؑ ، اسمعیلؑ اور یعقوبؑ پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضل دیا تھا اور مجھے وہ حاصل نہیں . انہوں نے
کہا اے میرے رب میں دیکھ رہا ہوں جو بھلائی اور خیر خدا میرے بزرگ اور جدوں سے گئے ہیں اور مجھے وہ بات حاصل نہ ہوئی تو مجھے بھی انہیں کی طرح
عطا فرما . اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ میں نے ان کو اس لئے دیا تھا کہ ان کو آزمائش میں ڈال دیا گیا اور وہ صبر کے ساتھ آزمائش میں پردے اترے . ابراہیمؑ کو ان
کے بیٹے کے ذبح کرنے سے آزمایا گیا . اسمعیلؑ کو ان کی بیٹائی ختم ہونے سے آزمایا گیا اور یعقوبؑ کو یوسفؑ کے غم میں آزمایا گیا . تو حضرت داؤدؑ نے کہا مالک مجھے
بھی آزمائش طرح تو نے ان کو آزمایا . تاکہ مجھے بھی وہ فضل ملے اور مجھے بھی وہ کچھ دے جس طرح تو نے ان کو دیا . اللہ تعالیٰ نے فرمایا . اب تم کو بھی آزمایا جائے
گا . لہذا ہوشیار رہو چکے رہنا .

بعض نے کہا ہے کہ ان کو اس لئے آزمایا گیا کہ ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ ان میں یہ طاقت ہے کہ پورے دن بغیر برائی کے گزار دیں گے . بغیر اللہ کے کوئی
برا نہیں . پس جو دن انہوں نے بندگی کے لئے مخصوص کیا تھا کہ بغیر برائی کے گزار دیں گے اپنے عبادت گاہ کے دروازے بند کر کے عبادت کرنے لگ گئے تو یکایک
ان کے سامنے ایک سونے کا کبوتر آگیا . اس میں ہر قسم کے خوبصورت رنگ تھے وہ ان کے سامنے آگے گر گیا . چاروں عبادت گاہ پر تھے تو وہ اس کی طرف جھٹکے
کہ اس کو لے لیں تو وہ تھوڑا دیر کھڑے بیٹھ گیا اور اپنی دعا میٹھا تھا کہ وہ مایوس نہ ہونے پائیں کہ نہیں پکڑ سکتے . وہ برابر اس کے پیچھے دوڑتے رہے تو وہ آگے
بڑھتا گیا وہ پیچھے دوڑتے رہے . یہاں تک کہ وہ ایک عورت کے پاس پہنچا جو تھار ہی تھی تو اس کا حسن ان کو بہت بھلا لگا . جب اس عورت نے حضرت داؤدؑ
کا سایہ زمین پر دیکھا تو اس نے اپنے بدن کو اپنے بالوں سے ڈھانپ لیا اور ان سے پردہ کر لیا .

تو اس سے حضرت داؤدؑ کو اور زیادہ رغبت پیدا ہوئی . حضرت داؤدؑ نے اس کے بارے میں پوچھا تو ان کو خبر دی گئی کہ اس کا شوہر لڑنے کے لئے محاذ
پر گیا پہلے تو حضرت داؤدؑ نے اس محاذ کے اوپر اپنے سالار کے پاس بیٹھا مہر بھیجا کہ اب جب لڑائی ہو تو اس کے شوہر یعنی ادبیاہ کو تابوت سکینہ کے آگے آگے رکھنا
اور قدامت یہ تھا کہ جو شخص بھی تابوت کے آگے آگے چلتا تھا اور جنگ کرتا تھا وہ کبھی شکست نہیں کھاتا تھا یا تو وہ کامیاب ہوتا تھا یا شہید ہوتا تھا . سردار نے بھی یہی
ادبیاہ کے ساتھ اودہ قتل ہو گیا .

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضرت داؤدؑ نے اس عورت کی طرف دیکھا تو ان کو بہت پسند آیا . انہوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے کہا کہ وہ

نہیں خدا لشکر میں ہے تو حضرت داؤد نے اس لشکر کے سالہ کو کھ بھیجا کہ ادبیاہ کو غلام دشمن کے مقابلے میں بھیجو سالانہ سے بھی کیا۔ لیکن ادبیاہ نے فتح پائی۔
 سو نے حضرت داؤد کو کھما کہ یہ معاملہ ہوا ہے تو حضرت داؤد نے ادبیاہ کے لئے اس سے شدید لشکر کی طرف بھیجنے کا حکم دیا تو وہاں بھی ادبیاہ کامیاب ہوا۔ اب
 حضرت داؤد نے اسے تیسرے دشمن کی طرف بھیجنے کا حکم دیا۔ سالہ نے بھی کیا۔ اور تیسری بار ادبیاہ قتل ہو گیا۔ تو حضرت داؤد نے ادبیاہ کی بیوی سے شادی
 کر لی وہی حضرت سلیمان کی ماں تھیں۔

ادبیاہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت داؤد کی خطایہ تھی کہ جب ان کو یہ خبر پہنچی کہ ادبیاہ کی بیوی بہت حسین ہے تو انہوں نے یہ تمنا کی کہ وہ ان کے لئے حلال
 ہو جائے تو اتفاقاً ایسا ہوا کہ ادبیاہ جہاد میں گیا اور قتل ہو گیا۔ تو حضرت داؤد کو اس کا اتنا غم نہیں ہوا جتنا کسی اور سپاہی کے بارے میں ہوتا۔

نواک دن جبکہ حضرت داؤد اپنے خراب میں عبادت کے لئے دروازے بند کر کے کھڑے تھے تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ سے دو فرشتوں کو بھیجا جو دروازے
 سے نہیں آئے تھے تو ان کو اس بات نے خوفزدہ کر دیا۔ ان دونوں نے کہا ڈریئے نہیں چار آپس میں جھگڑا ہے۔ بعض نے بعض پر زیادتی کی ہے۔ آپ ہمارے درمیان
 سچائی کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور اس میں کوئی نا انصافی نہ کیجئے اور سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی کر دیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ

یہ میرا بھائی ہے اس کی (۹۹) خانہ دہیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہے یہ مجھ سے کہتا ہے وہ بھی مجھے دیتے اور اس معاملے میں بڑی سختی سے
 بات کرتا ہے اور مجھ پر زبردستی ہے اور زبردستی اس نے میری دینی کھلے ہاتھ۔ حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا تمہارا بیان کیا ہے اس نے کہا۔ اس نے
 سچ کہا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میری (۱۰۰) سو پوری ہو جائیں تو میں نے اس کی دیکھ لے لی۔ حضرت داؤد نے فیصلہ کیا کہ میں اس کی دیکھتا ہوں لیکن اگر وہ ہرگز
 تیرے پاس نہ چھوڑ دیا گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ فرشتے نے کہا آپ نے یہ فیصلہ تو کیا ہے لیکن آپ فیصلہ پر قادر نہیں ہیں۔ حضرت داؤد نے کہا کیوں نہیں۔ مگر اس کی دینی
 نہیں تو ان کی تلاش کی تاک اور پیشانی کی طرف اشارہ کیا کہ ماریں گے یہاں اور یہاں۔ تو اس فرشتے نے کہا کہ داؤد حالانکہ آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے لیکن آپ اس
 لائق ہیں کہ آپ کو یہاں اور یہاں مارا جائے۔

آپ کے پاس (۹۹) خانہ عورتیں تھیں اور ادبیاہ کے صرف ایک بیوی تھی اور اس کے پاس رہی۔ یہاں تک وہ قتل ہو گیا اور آپ نے اس کی بیوی
 کے ساتھ شادی کر لی۔

پھر وہ دونوں فرشتے غائب ہو گئے تو حضرت داؤد سمجھ گئے کہ کس چیز میں اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے اور وہ کس آزمائش میں پڑ گئے ہیں۔ پھر وہ
 مجھ سے میں گر پڑے کہ یہ خطا ہوتی ہے اور چالیس دن تک اپنا سر نہیں اٹھایا۔ سوائے ایسی ضرورت سے جس سے چارہ نہیں تھا اور برابر دوتے رہے۔ یہاں تک کہ ان
 کے آنسو بہنے سے زمین تر ہو گئی ہے اور وہاں پر گھاس پھوس ایسی آگ آئی کہ اس نے ان کے سر کو ڈھانپ لیا۔ پھر انہوں نے چالیس دن کے بعد اپنے رب کو آواز دی
 کہ یا رب میری پیشانی زخمی ہو گئی ہے اور آنکھ سڑ گئی ہے یہ تو کہتے رہے لیکن اپنی خطا کا کوئی ذکر پروردگار کیا نہیں دلاتے تھے کہ میں نے یہ خطا کی۔ تو
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز دی گئی کہ مجھ کو میں کھانا کھلا دوں یا نہیں کوئی بیماری ہے تو تمہیں شادی جائے یا کسی نے ظلم کیا ہے تم غلام ہو تو قیام کی مدد کی جائے تو پھر انہوں نے آواز دے کر کہا
 کی بچین ماریں روتے ہیں کہ بھجان اگیا اور جو گھاس تھی وہ تک پہنچے گئی۔ پروردگار نے اب ان کی توبہ قبول کی اور ان کی طرف وحی کی اپنے سر کو اٹھاؤ میں تجھے
 معاف کرتا ہوں۔ حضرت داؤد نے سوال کیا۔ اے میرے رب مجھے کیسے علم ہو کہ تونے مجھے معاف کر دیا۔ تو سچا حکم ہے انصاف و حکمت والا اور اپنے فیصلے میں
 کوئی نا انصافی نہیں کرتا۔ پروردگار یہ بتا اس دن کیا ہے گا۔ جب ادبیاہ قیامت کے دن آئے گا۔ اپنے سر کو اپنے دہانے ہاتھ پہنتے اور اس کے گلے کی نیس پھولی
 ہوتی ہوئی اس کی پیشانی اور کپٹھن سے پسینہ چھوٹ رہا ہوگا اور خون بہہ رہا ہوگا۔ تیرے عرش کی طرف اور وہ یہ فریاد کر رہا ہوگا اے میرے پروردگار ان
 سے سوال کیجئے کہ کس وجہ سے مجھے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو وحی کی گھبراہٹ میں جس نے انہیں معاف کر دیا ہے اور جب ایسا موقع آئے گا تو میں تم کو
 بھی بلاؤں گا اور ادبیاہ بھی موجود ہوگا اور میں اس سے ہدیہ مانگ لوں گا کہ تم خاموش رہو اور یہ داؤد مجھے ہدیہ میں دے دو۔ وہ مجھے ہدیہ میں دے دینگا اور اس کے
 بدلے میں اسے جنت دوں گا کہ اب ان کے خلاف شکایت ذکر۔ حضرت داؤد نے کہلے پروردگار اب میرے سمجھ لیا کہ تونے مجھے معاف کر دیا اور جب وہ موقع
 آئے گا تو ثابت کر دے گا۔

تو اس کے بعد حضرت داؤد میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ آنکھ بھر کر تینوں کی طرف نگاہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ سے شرم آتی تھی کہ ایسا ایسی بات میرے کی ہے

مغربی پاکستان اسمبلی میں

۳۰

میری گرفتاری پر محنت کے نتیجے میں ۲۳ جون ۱۹۷۳ء کو مجھے رہا کر دیا گیا۔ گویا نظر بندی صرف اسی کام کے لیے تھی۔

میری سفارت پر مبنی کے بعد بہت سے دل و جان پر مسلط ہو گئی کہ جیسے ہی وہ سے جوئے کے جیسے کتاب کو دوسرے ہنگامی خدا ملک پہنچائے گی کوشش کرنی چاہیے

اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی ملک کے عوام نے جماعت اسلامی امدان کے سربراہوں کی کوئی قدر نہ کی تو انہوں نے پوری طرح اپنے آپ کو اکثریت کا ہم مسلک اور ہم عقیدہ ثابت کرنے کے لئے آہستہ آہستہ قدم اٹھایا اور

ایمان۔ عقیدہ۔ توحید اور آخرت

کو عوام کی غرضنوری کی بحیثیت چرما دیا۔ اور جماعت اسلامی کے لیڈر پر ونیسر غفور احمد صاحب نے ایکشن کے دوران جہاں ایک طرف خرید و بیع کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی تو دوسری طرف امام بری کے مزار پر جا کر چادر چڑھائی، دستار بندی کی اور تقریر کے دوران ارشاد فرمایا کہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد راولپنڈی سے امام بری کے مزار تک آنے والے راستہ کو اسلام آباد کی سڑکوں کی طرح بنایا جائے گا۔ اب ایک طرف پر ونیسر غفور احمد کو چادر چڑھاتے ہوئے دیکھتے اور دوسری طرف سید مودودی کی تقسیم القرآن جلد دوم سورہ الاعراف کا حاشیہ دیکھتے۔



جلد دوم ————— شمارہ ۳۱۵

تخصیصی بیورو

جماعت اسلامی کے ترجمان دورِ شباب سوسائٹی

بابا فرید کے مزار پر حاضری

ماہِ محرم پر پیر غفور احمد صاحب نے
بابا فرید کے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی

۲۹



بابا فرید کے مزار پر حاضری

پیر غفور احمد صاحب نے

پیر ونیسر غفور احمد صاحب نے بابا فرید

کے مزار پر حاضری دی

حالتِ دلدادہ، فرید آباد، مزارِ بابا فرید پر پیر غفور احمد صاحب نے
تاجِ پاکتیں میں بابا فرید شہید کے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
جہاں عوام نے تاجِ پاکتیں میں بابا فرید شہید کے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔

”نوائے وقت“

بابا فرید کے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔
پیر غفور احمد صاحب نے مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔

پروفیسر عفتور احمد نے کہا میں دودھ کرنا چاہتا ہوں
 کہ اگر میں اپنا دودھ بھراؤں تو اس کے بعد تاشیخ اسلام آباد کو ان
 کی ایسی کامیاب سہ ماہی دلاؤں گا۔ نور رشا ان کے بھائی
 کے لئے خصوصی سکانات بنا کر دے گا۔ یہی ان کا ایک کٹہر ہے
 پڑا ہوا ہے کہ یہی اسلام آباد کی دوسری سرگرمی کا کٹہر ہے
 جہاں کیا جائے گا

صدقہ الفروق اور مسلم کانفرنس رہنما سید منایت اللہ دہلوی نے
 نے اس خطاب کیا جس کا میں پہلے پہلے ہی پروفیسر عفتور احمد ایک
 جوس کی شکل میں صدر رفاہ اسلام آباد کے وہاں حاضر ہوئے تھے
 تاہم حوالی کی جگہ میں وہاں رہی نام سید منایت اللہ دہلوی کے
 ان دستاویزوں کی



عوام ووٹ ضرور دیں اور پر امن رہیں، پروفیسر عفتور احمد

تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی

اسلام آباد (پروفیسر عفتور احمد) پاکستان کی امن و امان کو
 اسلام آباد کے امن کے لئے پاکستان کی اتحاد کے امیدوار
 پروفیسر عفتور احمد نے آج بعد دوپہر تاشیخ اسلام آباد میں
 ایک جلسے میں خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ پاکستان
 قومی اتحاد کو قومی اتحاد بنانی ضروری ہے انتخابات میں جیتنے
 سے دیکھ کر ہم سب سچے سچے پاکستان میں اسلامی معاشرہ قائم
 چاہتے ہیں۔ انہوں نے اسلام آباد کی قومی اتحاد انتخابات جیت جانے

کے بعد تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کا فیصلہ کیا
 کے تشریف لائے ہیں تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کا فیصلہ کیا
 کے بعد تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کا فیصلہ کیا
 کے بعد تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کا فیصلہ کیا
 کے بعد تاشیخ اسلام آباد کے مسائل حل کرنے کا فیصلہ کیا

اور اب تفہیم القرآن کا یہ صفحہ ملاحظہ ہو۔

تفہیم القرآن

جلد دوم

بنی اسرائیل

الأعراف

پروفیسر عفتور احمد

ناشر

شیخ محمد قمر الدین پروفیسر عفتور احمد تاشیخ اسلام آباد

اس کتاب کا مقصد قرآن مجید کی تفہیم اور اس کے حقائق کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینا ہے۔
 اس کتاب کے مصنف پروفیسر عفتور احمد ہیں جو قرآن مجید کی تفہیم اور اس کے حقائق کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف پروفیسر عفتور احمد ہیں جو قرآن مجید کی تفہیم اور اس کے حقائق کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف پروفیسر عفتور احمد ہیں جو قرآن مجید کی تفہیم اور اس کے حقائق کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف پروفیسر عفتور احمد ہیں جو قرآن مجید کی تفہیم اور اس کے حقائق کی روشنی میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔

وہ "تحریک اسلامی" جو کھمبے زلے میں توحید کی علمبردار بن کر اٹھی تھی سیاسی غلامت میں ملوث ہونے کے بعد مصلحت کوشی کے تسلسل نے
 بالآخر اسے اپنے فطری انجام تک پہنچا ہی دیا

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا!

پروفیسر عفتور احمد

ماہرین اور حکومت سے تعاون کی بدولت یہ تمام معاملات کے لئے
 اور قومی اتحاد کی جماعتوں سے حکومت نے درخواست کی تھی وہ اتحاد
 کے عمل کو ممکن بنانے کے لئے تعاون کرے۔ ایک سال پہلے ہی اس امر
 بھی اتفاق کیا کہ ان کی جماعت بعض سیاست دانوں کے نزدیک باقاعی
 بعادیت ہے جس میں ہمارے طرز عمل اور فرائض کو سمجھنا مشکل ہوگا
 ہے لیکن اگر سیاسی جماعتیں قریب آگیاں اور سب سے کام لیں تو
 لکھنؤ کی قومی اتحاد قریب میں بدل گئے ہیں جس طرح ماضی کی
 ایسی ہی کا عدم تنہا اور جماعت علماء پاکستان سے مل کر
 مثالی تعلقات رہے ہیں۔ انہوں نے ایک بار کا عدم جماعت اسلامی کی
 حقائق کی کوئی پابندی نہیں اور یہی خود بخود ایک ملک سے تعلق رکھتا



اتحاد کے لئے یہی ہیں جو کھمبے زلے میں توحید کی علمبردار بن کر اٹھی تھی
 اتحاد کے لئے یہی ہیں جو کھمبے زلے میں توحید کی علمبردار بن کر اٹھی تھی
 اتحاد کے لئے یہی ہیں جو کھمبے زلے میں توحید کی علمبردار بن کر اٹھی تھی

قال ابن حزم رحمہ اللہ : اَشْفَقُوا عَلَى تَحْيِينِهِ
كُلِّ لِسْمٍ مُّعْتَبَرٍ لِّغَيْرِ اللَّهِ -

كَعَبْدِ عَمِيْرٍ . وَعَبْدِ الْكَعْبَةِ . وَمَا
أَشْبَهَ ذَلِكَ حَاشَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ
وَعَنْ ابْنِ جَابِرٍ رحمہ اللہ : ذَاذِبَةٌ : قَالَ لَنَا تَقْصَا مَا
أَدْرَحَلَّتْ فَأَنْهَاهَا ابْنُ أَبِي قَحْطَبَةَ :
إِنِّي صَاحِبُكُمْ الذَّعْبِ أَخْرَجْتُكُمْ
مِنْ الْبَيْتِ لَتُطِيعَنِي أَوْ لَأَجْعَلَنَّ
لَهُ قَرْفَبَ إِيْدٍ فَيَخْدُجُ مِنْ
بَطْنِي فَيُشْقِيهِ وَ لَأَفْعَلَنَّ وَلَا فَعَلَنَّ
يُخَوِّفُهُمَا سَيِّئَاهُ عَبْدُ أَبِي قَابَبَا أَنْ
يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيْتًا -

ثُمَّ حَلَّتْ فَأَنْهَاهَا فَقَالَ مِثْلَ
قَوْلِهِ فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيْتًا -
ثُمَّ حَلَّتْ فَأَنْهَاهَا فَذَكَرَ لَهُمَا
فَأَذَرَكَهُمَا حُبَّ الْوَلَدِ فَسَيَّاهُ

۳۶۷

جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک صبح و سالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی
اس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو اس کا شکر یک ٹھہرانے لگے۔
اللہ تعالیٰ بہت پسند و برتر ہے اُن شکر کا نہ باتوں سے جو یہ لوگ
کرتے ہیں۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں مسلمانوں کا اس بات پر اِثقان ہے کہ ہر وہ
نام رکھنا حرام ہے جس میں غیر اللہ کی طرف عبادت کا اظہار ہو جیسے عبد عمرو،
عبد کعبہ وغیرہ۔ صرف عبد المطلب اس سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت ابن عباس رحمہ اللہ نے سورۃ اعراف کی مذکورہ آیت پر میر کی
تفسیر یہ کی ہے کہ ”جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا آپس میں ملے تو یہ عالم
ہو میں۔ آپس میں ان کے پاس آکر کھنے لگا کر میں وہی بچوں میں نے تعین جنت
سے نکالا۔ میری بات مانو اور ہونے والے بچے کا نام عبد العارث رکھنا اور میں
اس کے سر پر بارہ ٹکڑے دو سیگ بنا دوں گا جس کی وجہ سے یہ بچہ تمہارا پیش
چیز کرے گا اور میں یہ کروں گا۔ وہ کروں گا۔ لیکن حضرت آدم و حوا علیہ السلام

نے اس کی ایک نہ مانی، چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ مردہ تھا۔

حضرت خاتمہ پر دو بارہ عالم ہوئیں ترشطان نے آکر میر و ہی کہا لیکن حضرت
آدم اور حوا علیہ السلام نے اس کی بات نہ مانی اور میر مردہ بچہ پیدا ہوا۔ پھر میری
دوسری حضرت خاتمہ پر دوئیں ترشطان نے میر آکر بھانے کی کوشش کی چنانچہ
اُن کے دل میں بچے کی محبت پیدا ہو گئی اور انھوں نے بچہ پیدا ہونے کے بعد
اُس کا نام عبد العارث رکھ دیا۔ مشہد آن کریم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے

۳۶۸

عَبْدُ الْحَارِثِ فَذَلِكَ قَوْلُ : جَعَلَالِ
شُرَكَاءَ فِيمَا أَنْهَاهَا :
(رواہ ابن العساکر)
وَلَمْ يَصِحَّ عَنْ مِثْلِهِ رحمہ اللہ قَالَ : شُرَكَاءُ
فِي طَاعَتِهِ وَ لَمْ يَكُنْ فِي عِبَادَتِهِ
وَلَمْ يَصِحَّ عَنْ مِثْلِهِ رحمہ اللہ لَمْ يَكُنْ
أَتَيْنَا صَالِحًا . قَالَ : ” أَشْفَقَا أَنْ
لَا يَكُونَا إِنْسَانًا .
وَ ذَكَرَ مَعْنَاهُ عَنِ الْعَمَنِ وَ سَمِيْدِ
وَ غَيْرِهِمَا .

مہر سالک

الاولیٰ تَحْيِينِهِ كُلِّ لِسْمٍ مُّعْتَبَرٍ

لِّغَيْرِ اللَّهِ

الثانیہ تَفْسِيرُ الْآیَةِ -

الثالثہ اِنَّ هَذَا الشِّرْكَ فِي مُجَدِّدِ

تَسْمِيَةٍ لَمْ تُقْصَدْ حَقِيقَتُهَا -

الرابعہ اِنَّ هَذِهِ اِلِلَّةٌ لِلتَّجَلُّلِ

الْبَسْتُ التَّوْبَةَ مِنَ النِّعَمِ -

۳۶۹

کہ ” جملہ شکر“

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے صحیح سند سے روایت کی ہے جس میں
وہ زیر بحث آیت کے مفہوم کے بارے میں کہتے ہیں کہ ” انھوں نے صرف شکر

اسی ابن حزم کی تنقید کو کتاب التوضیح کے دوسری شرح قرۃ عیون
التوحیدین کی جلد ۴ کے ص ۵۷ پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

في أرض الرافدين واليهام والوطن

1997-1998

1870

الطريق هو الطريق الذي

100

۱۰۵

پیشہ و فرائض

دارالعلوم اسلامیہ، فیروز پور، ضلع فیروز پور

[illegible]

حضرت حسن بصری اور سعید بن مسعودؒ کے مجاہدی طبع اقرار ملے ہیں۔

یہاں ہے

الحمد لله

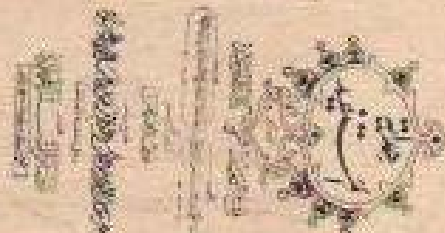
ف الْعِبَادَةِ -



کو خوب واضح فرماتا۔



کتاب التوحید میں موجود اس جھوٹی اور موضوعِ ہدایت پر تنقیدی کتاب
التوحید کی شرح ہدایت المستفید کے حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔



نوال باب

قرآن و حدیث سے وعظ و نصیحت کی مجلسیں

پیش کش کنندہ: مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 مدرسہ اسلامیہ، لاہور
 ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 لاہور

مدرسہ اسلامیہ، لاہور
 لاہور

الغَبَّتِ كَثِيرًا

لطائف طریق الحق

فی الأخلاق والتصوف والآداب الإسلامية

للشیخ عبد القادر الجیلانی الحنفی

۱۷۰ - ۵۶۶

الجزء الأول

الطبعة الثالثة

۱۳۷۵ - ۱۹۵۶ م

مکتبہ علمیہ و مطبعہ سیدتیق الدین صاحب لاہور

مب

و اما الانعاط بمواعظ القرآن والاعطاف النبوی فی مجلس لا ذکرها

الأول من ذلك مجلس فی لغزله عز وجل
 (فلما قرأت القرآن انقلب على عاصبيه فغضب الله من الشيطان الرجيم)

اعلم ان هذه الآية فی سورة النحل وهي مكية، ولا ثلاث آيات من كثرة ما قرئت بالمدينة
 وعدد آياتها مائة وعشرون آية وتلك آيات، وعنده كذا في الف وثمانمائة وحسب وترى
 كذا وحروفاها سبعة آلاف وسبعة مائة وتسعة اشرف، قال أهل التفسير: كان سبب نزول
 هذه الآية وان النبي صلى الله عليه وسلم قرأ سورة النجم، وقرا (والليل إذا بعثني) في صلاة النجم
 فكانه فاعل فراءتها، فذا بلغ إلى قوله (أولئك الملائكة والذين هم في صلاتهم خاشعون) في صلاة النجم
 التي صلى الله عليه وسلم فأنشأ الشيطان في قراءته تلك القرائن ضلالا عندها الشفاعة ترعيه
 بين الأصنام، قال: ففرح الشيطان بذلك وأصبح أيقظا للشفاعة، ويقولون: هؤلاء
 شفعاء عند الله، كما قال الله عز وجل وما بعدكم إلا بقربونا إلى الله ربكم، وكانوا يقولون
 إنها أصنام شافعة ليس لها تدبير، فهي أول بالعدالة لما من غيرها من الفرك والركبة، لأن
 علم تدبيرا وهي تدور أرواح، فليسوا الأصنام بالفرانج، وهي المذكور من الطيور، واستدعا
 غرولوف وغرنت، لكونها تملو وترفع في السماء، وقيل: هو طائر أبيض من طير الماء

٩٦

وقيل: هو الكركي، ويسمى أيضا الثوب الفهم غرولوف، ومنه حديث علي رضي الله عنه:
 فكان أول من غرولوف من غرولوف بشفاعة في يومه، وقال قتادة: بين الملائكة
 رجوا أن يكون شفاعة شفاعة، لأن شفاعة من شفاعة كانت تخدم الملائكة، فذا بلغ
 الرسول صلى الله عليه وسلم خاتمة النجم بعد وأما كل من سطر من سلم وملائكة، فذر
 أولئك من الملائكة كان رجلا ضلعا كذا، فرفع من كذا من الباب إلى جنة فوجد منه
 فقال: علي كذا علي ثم ألقى وهو أصابها، وكان ابن حاتم الذي صلى الله عليه وسلم فذا
 يوم حين، فوجدت حاشا الملائكة في قلب كل مشترك، وما من مع الشيطان فوجد
 كذا في قراءة النبي صلى الله عليه وسلم عند آخر ما ذكر الطوائف والأصنام، فوجدت القريش
 كذا من بعد من أجمعين، والناظم الذي صلى الله عليه وسلم في ذلك، فذا الملائكة صغروا
 من صغرو الملائكة على غير إيمان وبقي، فذا الملائكة طاعتهم إلى النبي صلى الله
 عليه وسلم وأصله، فذا الملائكة من مائة إلى الشيطان في كبره والناظر والناظر إلى
 وجه لى ومنه الأول ومن فرقه، فوجدوا أنفها لأفهم، فذا الملائكة في الناس بإظهار
 الشيطان من بعد الشيطان، فذا ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم، فذا أسى كذا
 عليه السلام وقال: هذا لك من حاشا الملائكة ما أرى لها من عز وجل ولا أمروا بكذا
 رأى ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى عليه وقال: كذا الشيطان وكذا بكلامه
 والرسول في أمر الله عز وجل، فذا الله ما الشيطان وأمر الله عليه وما أرى من كذا
 من رسول ولا في إلا أن الشيطان في كبره، فذا في كبره وعزاه، فذا الله ما
 الشيطان ثم إنك الله الله والله علم حكيم، فذا الله عز وجل في الله صلى الله عليه وسلم من مع
 الشيطان وكذا القلب الملائكة بقلوبهم، فذا الله عز وجل، ثم لم النبي صلى الله عليه وسلم
 بالاستعداد، فذا الله عز وجل في طاعة الملائكة فذا الله عز وجل في طاعة الملائكة

(اردو ترجمہ)

غنیۃ الطالبین

حصہ اول

اردو ترجمہ سید محمد رفیع الدین

مولانا محمد رفیع الدین صاحب لاہور

نفس سے اکیڈمی

۱۳۷۵

پیش کش کنندہ: مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 مدرسہ اسلامیہ، لاہور
 ایڈیٹر: مولانا محمد رفیع الدین صاحب
 لاہور

مدرسہ اسلامیہ، لاہور
 لاہور

غنیۃ الطالبین

عربی - اردو

تصنیف: قطب الدین عیسیٰ بن شمس العسکری فی شعبہ القادرانی فی بغداد
مترجم: مولانا محبوب احمد

ناشر:-

قمر سعید پبلشرز لاہور

ص ۱۴۳ - ۱۴۱

مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور

غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین

مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور

ص ۱۵۲ - ۱۵۱

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

غنیۃ الطالبین

فتح الغیب مترجم

مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور

فون نمبر ۳۶۰۸۹

مکتبہ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور

ص ۳۵۱ - ۳۴۷



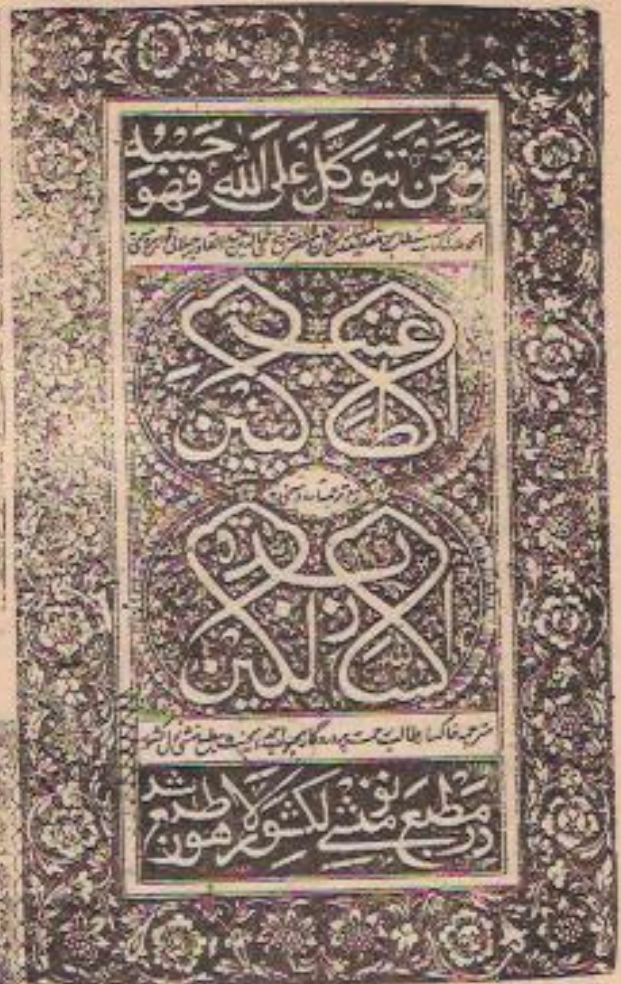
ص ۲۴۱ - ۲۱۸



ص ۱۵۲ - ۱۵۱



ص ۱۷۷ - ۱۷۶



ص ۱۸۴ - ۱۸۱



ص ۱۷۷ - ۱۷۶

لاہوری غنیۃ الطالبین محمدی مسجد چترین خام روڈ

لاہوری مجلس علمی (ٹاور)

۱۔ اشرفیہ ریسٹورنٹ لاہور
۲۔ طرہ بازار لاہور
۳۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ لاہور

کہ بائع مائتے دہی کے حق کا نام تصور عقل اور حشر و عزز کے خلاف ہے۔ جس لاندہ سب
یاست میرزا اسے قبول کیا جا سکتا ہے لیکن اسلامی نظام میں ایسے بے حدود تقویات کے
سچے کوئی گنجائش نہیں۔

اب تک کی تفصیلی گفتگو جو علمائے اہل حدیث کے اس دنیاوی قبر میں مرنے کو زندہ ماننے کے عقیدے سے شروع ہوئی تھی، اس کے بعد مزید قرآن و حدیث کے برخلاف علمائے اہل حدیث کے عقائد ملاحظہ ہوں۔

فتاویٰ ثناء

مجلس الشورى شيخ الحديث حضرت مولانا يوسف بن محمد بن عبد الله

جلد اول

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

۱۰۸- اکره ترجان الشما، ایکٹ وڈ، لاہور

نما و می‌نماید

باب اول عتقاد و مہمات و یمن

196

الذی یؤتی فی الدنیا والآخرۃ ما یشاء من لدن ربہ العزیز
الکرم الذی یؤتی من لدن ربہ العزیز ما یشاء من لدن ربہ العزیز



مولوی نے لکھا ہے جو قیام کہتے تھے وہی وہ کہنے لگے کہ کسی قیام کو ان
آپا ہی اس افسوس ہے بلکہ قیام کے ساتھ ان کے ملا وہی جا ہی اور ساتھ
ہر جگہ ہیں جنہیں کہادوں میں نہیں رہتے بلکہ یہ قیام کی گروہ جگہ میں
اس حدیث کو آپ نے غلط قرار دیا لیکن اس حدیث کا کیا کریں گے۔ جو
مذکورہ آخر جگہ میں جا ہی ان الفاظ موجود ہے۔ صاکن احد یسلم
عزل الا ان الله صلی و علی و آله حتی ازو علیہ السلام جو مسلمان
موجود اسلام میں رہتا ہے۔ اللہ میری مدد فرماتا ہے۔ حتی کہ میں اس
کا مالک بنایا ہوں۔ اس حدیث میں اعتراض ہے کہ حضور پر سلام
کے

اگر نے دلوں فرمایا ہے۔ ہم میں۔ یہی ان کی کے ساتھ جو ایمان ان میں رہا ہے۔
 ملک کو کہہ دیں کہ اس طرح زمین میں ٹیڈا بنائے گا جس طرح اس سے پہلے
 ہونے لگا کہ کیا چاہیے۔

اس بات پر کہ مختلف آئینہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کو زبان سے نیچے ایک طرف
آپ ایک ایسا جہاں جہاں کے بانی اور چیمبر است نواز ہیں اور دوسری طرف مفسر قرآن، لہذا
ان کی اپنی دونوں تحریروں میں یہ تضاد سمیت واضح ہو گیا ہے۔
تشریح ملا تلیف نے کا وہ تمام مضمون کے کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ ان میں کبھی
کو غلط برائوں کا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ سب کو ان خلافت کے حامی ہیں۔ یہاں پر
شخص غلط ہے۔ کسی شخص یا گروہ کو حق نہیں کہ عام مسلمانوں سے ان کی خلافت کو سب سے
کے خود حاکم مطلق بن جائے۔ یہاں جو شخص ممکن بنایا جاتا ہے اس کی اس حقیقت یہ ہے کہ
تمام مسلمان یا اصطلاحی الفاظ میں تمام خلفاء اپنی رضا مندی سے اپنی خلافت کو تسلیم کر لیں
کے لیے اس کی ذات استیلا کر دے کہ جیسے میں جو ایک طرف خدا کے سامنے جوابدہ ہے اور
دوسری طرف ان عام خلفاء کے سامنے۔ مضمون نے اپنی خلافت ان کو تو مقرر کی ہے۔ (اسلام
کا یہ مسئلہ ہے)

بات سیدھی سن لی تھی۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔
فَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسٍ يَعْلَمُونَ خَلْقَ كُلِّ شَيْءٍ أَمْرًا (ہی)

اور اللہ تعالیٰ تم میں سے انبیاء بھی بنا سکے اور تم کو بادشاہ بھی بنایا۔

اب اس آیت میں صمد فقہاء جمیع ماضی اور ملک میں جمیع کا لفظ ہے۔ لیکن اس آیت کے
مجھیں کسی نے یہ نہیں سمجھا کہ نبی اصل میں کس کے عباداً و اساسے کے واسطے ہی بادشاہ بنے۔
جرا یہاں کوکیت کسی ایک ماضی اور کو مشعل کو دیتے تھے۔ لیکن آیت استکلاف میں مذکور
ہاں منکر کر کے بالغ واسطے کوکے حق ثابت کیا جاتا ہے۔

تشویع علیٰ اب اس آیت مذکورہ کے تفسیر القرآن میں اس طرح ہے :-
 "اس ارشاد سے مقصود حقیقہ کفر ہے کہ اہل نے مسلمانوں کو خلافت علی
 فراتے کا جو دعویٰ کیا ہے اس کے خلاف یہ حق مردم شمار کی مسلمان نہیں مگر وہ مسلمان ہیں جو
 صادق ایمان برہن، اخلاق و اعمال کے اعتبار سے صالح برہن، اللہ کے پیغمبر و دین کا اہل

کرتے تھے۔ ہوں اور ہرگز کے شرک سے پاک ہو کر خاص اللہ ہی، بندگی و فدا کیے پابند ہوں۔ ان صفات سے عاری اور بعض زبان سے ایمان کے دعویٰ لوگ خاص و عام کے اہل ہیں اور دنیا سے کیا بھی گیا ہے لہذا وہ اس میں حصہ دار ہونے کی توقع نہ رکھیں۔ یہاں حق باطل دانے کی کویت حد تک متعبد و مددگار ہے۔

اور تیسرے مقام پر مولانا عارف خود لکھا حق راستے بائیں و دین کا فیصلہ فرمادے ہیں
حضرت مصلح کی شہادت کے بعد جب کچھ لوگوں نے حضرت علیؑ کو تالیف بنانا چاہا
تو انھوں نے کہا

تخصیص ایسا کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ تو اپنی ضرورتوں اور ادائیگی پر کے کہنے کا کام ہے۔ جس کو اپنی ضرورتوں اور ادائیگی پر دیا جائے گا۔ وہی غلط نہ ہو گا۔ میں ہم جمع ہوں گے اور اس مسئلہ پر غور کریں گے۔ اختلاف کو حکومت نے "حوالہ" بنائے ہیں۔ (۱) اختلاف عیاں ہے۔

اسلام کا نظریہ سیاسی کے مطابق گورنر یا خلیفہ وراثت کا حق دار ہے جبکہ
 فقیر اقرآن کے مطابق وراثت دینے کا اہل معرفت ایک جماع اور شیعہ مسلمان ہرگز نہیں ہے۔ اب
 خلافت و عروفت کے مطابق خلافت کا حق انہی دفعہ حستہ سے ہے کہ انہی نے معرفت اہل بدلت
 اہل شرعی کا کام ہے۔

بالفعل و کبریا و شوق و دگر در من سے بھی پیوستہ افضل ترین افراد اپنے عیالی و ملت
اور آب و ملک کے لیے کمال سعی و کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی بات حق ہے۔

اس سے حکم بن عبد اللہ القریوقی صاحب سے مانتے ہیں۔

سلسلۃ الأحادیث الضعيفة والموضوعة

وأثرها التی فی الامتة

تخنیق

محمد ناصر الدین البانی

الطبعة الثالثة منقحة

الطبعة الاولى ۱ - ۵۰۰

المکتب الاسلامی

۲۶۰

و ما من أحد یستعمل من ... الخ

و قد ذکر فی کتابہ فی الامتة فی الخ ... و اما فی الخ ...

اور بیچارے البانی صاحب بھی کیا کریں جب مفتی اعظم سعودی

عرب عبد العزیز بن باز اس کے صحیح ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

۱۹۸۱ء

پبلائیویشنز

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

مکتب

اللہ کریم اب دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سنکر بھی اب دیتے ہوں گے
جس سے آپ کا زہر ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔
اسی حدیث سے حضرت کا قبر میں زندہ ہونا یا سلام منہ کیے ثابت
ہوئی۔ اس سے تو کھرا ثابت ہوا کہ آپ قبر میں زندہ ہوں گے اور حدیث صحیحہ میں
لکھا کہ مٹی۔ کیا زہر کے لئے ہم حدیث کو مٹا دیتے ہیں؟

۵۲

اب روح قریوقی صاحب سے جواب دینے کے لئے یہ سہی۔ ان کو تو

آپ دیتے ہیں

و اسکو تو ہم مانتے ہیں جو اس سے کہہ کر کیجے رہا ہیں

فیہ لکھا ہے کہ ابی اسلمہ

محدث

ابی اسلمہ

ابی اسلمہ

۳۲

۳۲

۹۲

یہ سب احادیث صحیحہ موطیٰ خود کفار اس کا خلاف ثابت کر رہی ہیں۔
علامہ مالکی ایک روایت مشکوٰۃ کتاب الفضل علی الخ بعد التفتیہ فضل ثانی بخلاف اہل
حدیث موطیٰ الدلائل الکثیرہ میں بھی لکھا ہے۔

۱۔ نماز میں اُحَدٌ یُسَبِّحُ عَلٰی اِلَآهِ اللہ عَلٰی تَعَالٰی حَقِّ اَرْزُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
جو مسلمان محمد پر سلام کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح محمد پر لونا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس
کا جواب دیتا ہوں۔

اس حدیث سے روایت قرآن میں معلوم ہوتی ہیں۔
۱۔ رسول اللہ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں اور یہاں کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے۔ آپ کی
روح اعلیٰ طہین میں ہے۔ جہاں سے وہ سلام کا جواب دیتے کے لئے لوٹا کرتی ہے۔
۲۔ اگر آپ قبر میں زندہ ہوں تو روح کے لئے لوٹنے جانے کا کچھ مطلب نہیں نکلتا۔
۳۔ روح سلام کا جواب دیتے کے لئے لوٹا کرتی ہے سلام سننے کے لئے نہیں کہ کچھ ضرور
بالاحادیث کی رو سے سلام تو آپ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچایا دیا جاتا ہے۔ آپ بن
جمع شدہ سب سلاموں کا جواب اس صورت میں دیتے ہیں کہ آپ کی روح قبر میں لڑائی
جاتی ہے اور آپ جواب دیتے ہیں۔

عالم بن عبد اللہ القریوقی صاحب بھی اسے صحیح مانتے ہیں۔

بیعت دوزخ الاسلام لاہور ۹ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

نشیانی صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث میں جو اشارہ ملتا ہے۔ جسے نہ سائی۔ داری۔

ابن عباس اور اہل الحکم نے بیان کیا ہے کہ جو بھی محمد پر درود (سلام)
بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح محمد میں لونا دیتا ہے اور میں اسے
جواب دیتا ہوں۔

تجربہ

قرآن و سنت کے آئینے میں

مکتب الدعوة الاسلامیہ
۵۸، ایمر جاگ، یوگاندہ ٹرانس لائبر
پاکستان
۱۹۸۳

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ أَحَدٍ یُسَبِّحُ عَلٰی

اِلَآهِ اللہ عَلٰی تَعَالٰی وَ یُحَمِّدُ

حَقِّ اَرْزُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ پر موت کی کیفیت

طاری ہوئی، آپ کی روح نفس غصری سے پر ہوا کرتی تھی، لیکن جب کوئی اس

سلام کرتا ہے تو اس وقت روح کو جسد الطری میں لونا دیتا ہے۔ آپ کے

وصال پر قرآن و سنت میں بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اہل علم میں اس بات

پر متفق ہیں۔

اب آئیے اور اپنی حدیث علماء کی تنقیدی راستے اس روایت کے بارے میں

دیکھتے۔ امید ہے اپنے ہم مسک علماء کی تحقیق دیکھنے کے بعد دیگر علماء

اہل حدیث بھی انہوں نے اس پر تحقیق کرنے کی تکلیف گوارا کر لی گئی۔ حالانکہ ڈاکٹر عثمانی صاحب سائنسوں پہلے اپنی تصنیف تو حید خالص قسط دوم میں اپنی یہ تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ لیکن مسلکی تعصب کا جذبہ حق بات کو قبول کرنے کے جذبے سے زیادہ طاقتور ثابت ہوا ہے۔
ملاحظہ ہو مفت ردۃ الاسلام میں حافظ محمد قاسم صاحب کے مضمون تسلیم سماع موتی کی تیسری قسط میں اس روایت پر تحقیقی رائے۔

پشتونستان مسلم ہمد ۱۵ جنوری ۱۹۸۰ء

ردۃ

حضرت مولانا قاسم صاحب کے فتاویٰ

مسئلہ سماع موتی

ابن ابی ہریرہؓ میں حضرت ام ہریرہؓ سے روایت ہے۔
ما من احد یسلم علی الارواح علی روحی
حتی اسد علیہ السلام جرمی کے لئے سماع کے لئے
ہر روح کو سماع کے لئے سماع کے لئے سماع کے لئے
اس میں ایک ماہی محمد بن زیاد کو۔
کہا ہے

حافظ محمد قاسم صاحب کی یہ تحقیق محکوم کا وضع نہیں تاہم اس تبدیلی فکر کی نشاندہی کر رہی ہے جو علمائے اہل حدیث میں اس روایت کے بارے میں پیدا ہو رہی ہے۔

آئیے اب دوسرے اہل حدیث عالم فضل الرحمان کلیم کشمیری صاحب کی اس روایت پر واضح تحقیقی تنقید دیکھیں۔

ایک تحقیقاتی مقالہ

علمائے کرام نے کا اسلامی تفسیر

فضل الرحمن کلیم کشمیری

حافظ محمد جمیل دفتر قلم سہ نماز
پیرسرل ٹونڈا نولہ ضلع گوجرانولہ

۲۳۹

پانچویں روایت

عبد شامحمد بن عوف ناالمعمری نا حیوۃ عن ابی سعید
بن زیاد عن سید من عبد اللہ بن قسطنط عن ابی ہریرہؓ
رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ما من احد یسلم علی الارواح علی روحی حتی اسد
علیہ السلام (ابو داؤد فی المصابیح)

اس روایت میں نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ غلو کی گئی ہے کہ
آپ فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجے گا تو میری روح
کو میری طرف اللہ تعالیٰ لوٹا دے گا اور میں اس کے سلام کا جواب دے دوں
اس روایت سے بھی بعض لوگ انبیاء کی دنیوی زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے
ہیں حالانکہ اس کی سند بھی ناقابل اعتبار ہے اس میں ابو سعید خدریؓ سے اس کو احاطہ
ہو گیا ہے اس کی روایت ابی ہریرہؓ اور ابن عمرؓ سے بھی ہے۔
نور سحر ص ۲۰۰

اور دوسرا داؤد بن یزید بن عبد اللہ بن قسطنط ہے وہ بھی ضعیف ہے ابن ہبان
کہتے ہیں کہ اس کا خط ابھی بھی خط کرتا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس کا سماع

۲۴۰

یہ بھی ضعیف ہے ابو قاسم کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۲۲
۲۲۳ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ ضعیف بھی ہے اور ابو ہریرہؓ سے اس کا سماع
بھی ثابت نہیں ہے۔ القول البدیع صفحہ ۱۵۶ اور بلاد الانہام صفحہ ۲۲

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مان لیا تو پھر ان کو
صفات الہی میں بھی شامل کر لیا اور ایک باطل اور موضوع روایت
پر یہ عقیدہ بنایا گیا کہ دُود و سلام کے اعلان براہ راست نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر پیش ہوتے ہیں۔

آج سارے اہل حدیث اس باطل عقیدے کو بے چوں و چرا مان
رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے مشہور و معروف علماء اس پر تصدیق کی ہر شے
کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب
مکتبہ المدینہ کراچی

فتاویٰ نذیریہ

مکتبہ المدینہ

بھارت

پشاور

اہل حدیث کا دلی

مکتبہ المدینہ

بیکر نہایت سہولت سے کیے جاسکتے ہیں
 یہ امر حقیقتاً یہ ہے کہ یہ سہولت ہے جس سے یہ ہوتا ہے

فیہ الامان والاعتقاد

محدث

الکرام

فیہ الامان والاعتقاد

جلد ۱۳

محدث، جلد ۱۳، صفحہ ۳۰۲

۹۲

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

فتاویٰ رضویہ

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

مشکوٰۃ المصابیح

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

جلد اول

مردے سنتے ہیں



جلد اول

مسکب اہل حدیث ددیگر مشہور و معروف شخصیات کی تصدیق کے بعد یہ اعتراف پیش کیا جاتا ہے کہ کیا ڈاکٹر عثمان صاحب کے علاوہ کسی دوسرے عالم کو اس کی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس کے بارے میں تحقیق کرتا۔

اللہ کا شکر ہے کہ اب مسکب اہل حدیث کے علماء میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے اور اہل حدیث عالم جیاب فضل الرحمان کلیم کا شمیری صاحب کو اللہ سے جہاں یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے قبر کے متعلق صحیح تحقیق قرآن مجید کے مطابق پیش کی اور دوسری باطل روایات پر تحقیق و تنقید پیش کر کے ان کو غلط ثابت کیا وہاں انہوں نے زاذان کی روایت کو ناقابل اعتبار ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ایک تحقیقاتی مقالہ

صحیح احادیث کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کریں گے جو تحقیق ڈاکٹر عثمان صاحب نے پیش کی ہے۔

تَحْقِيقُ خَالِصُ

خفیری و تنظیر
برجہ کرد آل آشنا کرد

ایک نکتہ بحث ڈاکٹر عثمان صاحب کی
۱۲

قرآن میں تو ہر جگہ ایک ہی بات لکھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں یہ عطا کیا گیا ہے کہ ہم اس کو پہچان سکیں اور اس کو پہچاننے کے بعد اس کو پہچان سکیں۔ (سورۃ ہود آیت ۱۲)

وَلَقَدْ عَلَّمْنَاهُ فَرْغَةَ الْأَمْرِ وَقَدْ عَلَّمْنَاهُ فَرْغَةَ الْأَمْرِ وَقَدْ عَلَّمْنَاهُ فَرْغَةَ الْأَمْرِ

ترجمہ: آسمان اللہ میں اس کو پہچاننے کے بعد اس کو پہچان سکیں۔ (سورۃ ہود آیت ۱۲)

ترجمہ: خفیری و تنظیر کے مطابق اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سورۃ ہود آیت ۱۲: وَلَقَدْ عَلَّمْنَاهُ فَرْغَةَ الْأَمْرِ وَقَدْ عَلَّمْنَاهُ فَرْغَةَ الْأَمْرِ

ترجمہ: اور صرف اشارہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مسکب اہل حدیث کی جگہ زاذان کی جگہ پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پہچاننے کے بعد اس کو پہچان سکیں۔ (سورۃ ہود آیت ۱۲)

فہمائے کرنے کا اسلامی تفسیر

فضل الرحمن کلیم کا شمیری

حافظ محمد جمیل دفتر قلم ستارہ
نیرسدر لوند لوند ضلع گوجرانوہ

۲۴۱

عبدالرزاق عن سفیان عن عبد اللہ بن السائب عن زاذان عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملائکہ متجاسرین فی الارض یبلغون من اشیئ الشیء من انی صلی اللہ علیہ وسلم

فرشتوں کی ایک جماعت زمین میں گھومتی پھرتی ہے میری امت کا سلام بھجے پہنچاتے ہیں۔

تشریح: اس روایت سے بعض لوگ نبیوں کی دینی زندگی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اس کی یہ سند ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اس میں ایک راوی زاذان ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں۔

كان یحطی کثیراً وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ اور

اہم شہید کہتے ہیں کہ میں نے مسلم بن حیل سے زاذان کے متعلق دریافت کیا

تو انہوں نے فرمایا کہ میری نگاہ میں ابوالحسن ہی اس سے زیادہ اچھا

ہے اور ابوالحسن ہی جس کو زاذان سے زیادہ اچھا قرار دیا گیا ہے اس

کے متعلق بھی ان معین کہتے ہیں۔ کان یکنذرت عذو اللہ وہ اللہ

کا دشمن جھوٹ بولتا تھا عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں میرے خیال میں وہ

رجال کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا اور احمد کہتے ہیں کان یکنذرت عذو اللہ وہ اللہ

کا دشمن جھوٹ بولتا تھا عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں میرے خیال میں وہ

ہمیں امید ہے کہ دیگر علماء اہل حدیث بھی اس کو ضرور قرآن مجید اور

هو

[illegible][illegible][illegible]

اس کے ساتھ ہی اس امنوں تک پہنچ کر بھی دیکھتے چلتے کہ جہاں اور حضرات نے ڈاکٹر عثمان صاحب سے اختلاف رائے کیا وہاں جماعت المسلمین کے امیر جناب سعود احمد صاحب نے نہ صرف ان سے اختلاف رائے کیا بلکہ علمی خیانت تک اپنے لئے جائز سمجھی۔

”امیر المسلمین“..... مظلوم مسلمین کے امیر جنہوں نے تحریری طور پر دوع حقوق کا ایسا نمونہ پیش کیا ہے کہ جس کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے۔ چونکہ امیر المسلمین کی تحقیق کا غلطہ اتنا بلند ہے کہ مقلد مسلمین کبھی خود تحقیق کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لئے ہم انکے لئے ہمیشہ نہ جذبات کے ساتھ بعد معذرت حقیقت کو پیش کرنے کی جرأت کر رہے ہیں کہ شاید کوئی مظلوم۔ غلام یا اصل روپ دیکھ کر جہنم کی طرف جانے والے راستے سے خود کو بچالے اور دوسروں کو بھی ہر شیار کرے۔ امیر المسلمین کی تحریری غلط بیانی سے پہلے ان کی تحقیق پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں۔ چونکہ سماع موقا کے قائل۔ لہذا کس قدر تحقیق سے سماع موقا کو الفاظ کے ایسے تند و تیز طرفان میں پیش کیا کہ مسلمین تو اب تک ایسے مرعوب ہیں کہ کبھی اس طرفان کی تباہ کاریوں کو نہ دیکھ سکے۔ ملاحظہ کیجئے۔ ذہن پر سی قسط اول پہلے ایڈیشن کی حمار موقا کے متعلق تحقیق۔

أَنْتَ بِمَشْرِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ البتة تم قبر والوں کو نہیں بنا سکتے۔
(فطر - ۲۲)

ذهن پرستی

قسط ۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابت _____ عبد الحفیظ

اول _____

1871

سال طباعت ۱۳۵۵ هـ مطابق ۱۹۳۶ م

DA

جواب مذکور میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے، کتنا مضحکہ خیز جواب ہے!

کیا اسلام کرتے وقت یہی جذبہ ہوتا ہے جو اس عبارت میں بیان کیا گیا ہے؟ کیا یہاں
نظر کی بجائے جامعیت کام نہیں کر رہی؟ اگر مردے کو زندہ مان لیا تو بس شرک ہو جائے
گایا یہ کہ مردے نے اگر کسی وقت بھی کچھ سن لیا تو توحیدِ خاک میں مل جائے گی، حالانکہ یہ بالکل
فرضی چیزیں ہیں جن پر ذہن تیار کیا گیا ہے۔ تمام مردوں کو برزخی زندگی حاصل ہے، دنیا
میں بھی اللہ ہی سنا ہے اور برزخی زندگی میں سنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے وہ جس
کو چاہے، جس وقت چاہے اور جہاں چاہے سنا دے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم نہیں سنا سکتے لیکن
اس سے اللہ تعالیٰ کے سننے کی نفی نہیں نکلتی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مِنْ نَيْشَانٍ وَمَا
ہے شک اللہ جس کو چاہے سنا سکتا ہے

اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو سلام نہ دیتا ہے تو اس سے یہ کہاں لازم آئے
کہ ہم بھی اسے سنانے پر قادر ہیں، معلوم نہیں اللہ تعالیٰ مردوں کو کیا سنانا ہوگا
اللہ تعالیٰ کے سنانے اور جیسے سنانے میں فرق ہے اور یہی فرق توحید ہے، اگر ہم یہ تجویز کریں کہ ہم سنا سکتے
ہیں تو بے شک یہ کفر ہے اور اگر ہم یہ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اور جو کچھ
چاہے سنا سکتا ہے تو یہ ایمان ہے، یہ توحید ہے، اس کو شرک سے کیا نسبت !
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ عَلَى قَبْرِ أَخِيهِ
 جب کوئی شخص اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس

۵۹

المؤمن من كان يعرفه في الدنيا قَسِمَ
عليه الا عرقته وَرَدَّ عَلَيْهِ (اخرجه
ابن عبد البر في الاستدكار والتمديد)
صححه ابو محمد عبد الحق (مرعاة المفاتيح
جلد اول ص ۹۸)

سے جو اُسے دنیا میں پہچانتا تھا، اگر دینا
ہے اور اُسے سلام کرتا ہے تو وہ اُسے پہچان
لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے
امام ابو محمد عبد الحق نے اس حدیث کو صحیح کہا
ہے۔

امام شوکانی لکھتے ہیں :-

الغرض حدیث مذکور بالکل صحیح ہے۔ مؤمن مردہ کو سلام کرنے کی خبر ہوتی ہے اور وہ پہچان بھی لیتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے، معلوم نہیں موصوف نے اس حدیث کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ اس حدیث کو پردہ اخفائیں کیوں رکھا؟ حالانکہ یہ حدیث اس مسئلہ میں نقص صریح ہے کہ مؤمن مردہ کو سلام کا جواب دیتا ہے۔ نظریہ کی حمایت میں اتنا غلطو نہیں ہونا چاہیے۔ موصوف نے مردے کو سلام کرنے کے سلسلے میں جو جواب دیا ہے اور جو صفحہ ۷۷ پر خط کشیدہ عبارت سے ظاہر کیا گیا ہے، کیا اس جواب کی اس حدیث کے سامنے کوئی وقعت باقی رہ جاتی ہے؟

وقد قسم عن ابن عباس مرفوعاً
"ما من أحد... الخ (نیل الاوطار
جزء ۱ کتاب الجمعۃ ص ۲)
امام ابن عبد البر فرماتے ہیں:
ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ای من حدیث ابن عباس (ریلوغ
الامانی جزء ۸ ص ۸)

اور توحید خالص قسط دوم میں جب اس باطل روایت کی حقیقت کھول کر بتائی گئی تو تحقیق کے روپ میں آنے والے تند و تیز طوفان دد سال
بیکسی خاموشی میں تبدیل ہو گیا۔ ملا خطہ کیجئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ نُنِشِأُ وَمَا
اَنْتَ بِمُشْبِعٍ مِّنْ فِی الْغُبُورِ
بے شک اللہ میں کو چاہے سناست ہے
البتہ تم قرۃ العین کو نہیں سناستے

(خاطر ۲۳)

اگر اللہ تعالیٰ کسی مردے کو سناست دیتا ہے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے
کہ ہر بھی اسے سناست پر قادر ہیں، مسلم نہیں اللہ تعالیٰ مردوں کو کیا کیسا بنا سکتا ہوگا،
اللہ تعالیٰ کے سناستے اور ہائے سناستے میں فرق ہے اور یہی فرق تو ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ ہم سناستے
میں توبہ شگ یہ کفر ہے اور اگر ہم یہ یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اور جو کچھ
چاہے سناستے تو یہ ایمان ہے، یہ توحید ہے، اس کو شرک سے کیا نسبت ملے
لے اس مرتبہ ہم نے اس مقام پر شافعی ائمہ نے جو عقیدہ اختیار کیا ہے... کو اس وجہ سے نہیں ٹھکرا
اس کی صحت میں شک ہے اور یہ عقیدہ اور عمل کی بنیاد ضعیف حدیث میں۔

چاہے سناستے تو یہ ایمان ہے، یہ توحید ہے، اس کو شرک سے کیا نسبت ملے
لے اس مرتبہ ہم نے اس مقام پر شافعی ائمہ نے جو عقیدہ اختیار کیا ہے... کو اس وجہ سے نہیں ٹھکرا
اس کی صحت میں شک ہے اور یہ عقیدہ اور عمل کی بنیاد ضعیف حدیث میں۔

ہاتے: اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا۔

کاش اس شخص کے غفلت میں پڑے ہوئے مسلمان ہوش میں آجاتے کہ نہ جانے کتنے بد نصیب امیر المسلمین کی تحقیق کی بھینٹ چڑھ کر اس عقیدے کو
لے ہوئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔ کاش کہ وہ جہنم سے بچنے کی کوشش کرتے۔ اب ہم امیر المسلمین کی تحریر کا وہ شاہکار پیش کرتے ہیں جو ۶ سال سے ان کا
نام روشن کئے ہوئے ہے۔ امیر المسلمین نے (ذہن پرستی قسط اول) کے ایڈیشن اول و دوم کے صفحہ ۵۱، ۵۰ پر اس کا یوں مظاہرہ کیا ہے۔ اسکے ساتھ
ہی ملا خطہ فرماتیں (یہ قبریں یہ آستانے) کے ایڈیشن اول و دوم کے ص ۱۶ کی نقل جس کا حوالہ (موصوف) نے دیا ہے۔

لیکن جن کو نہ ماننا ہو وہ نہیں مانتے، فرماتے ہیں۔

"گھڑی ہوئی ہے: (قرین) ایڈیشن اول و ثانی ص ۱۱

یہ روایت کیوں گھڑی ہوئی ہے؟ اس کی وجہ بتلے ہوئے موصوف تحریر فرماتے

ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتابت _____ عبدالحفیظ

اشاعت _____ ثانی

تعداد _____ ایک ہزار

سال طباعت _____ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء

۵۸

جواب مذکور میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے، کتنا مضحکہ خیز جواب ہے!
کیا سلام کرتے وقت یہی جذبہ ہوتا ہے جو اس عبارت میں بیان کیا گیا ہے؟ کیا یہی
نظر کی بے جا حمایت کا نام نہیں کر رہی؟ اگر مردے کو زندہ مان لیا تو جس شرک ہو جائے
گایا یہ کفر ہے لے اگر کسی وقت بھی کچھ سن لیا تو توحید خاک میں مل جائے گی، حاکم فکر بال
فرضی چیزیں ہیں جن پر ذہن تیار کیا گیا ہے۔ تمام مردوں کو برزخی زندگی حاصل ہے، دنیا
میں بھی اللہ ہی سناست ہے اور برزخی زندگی میں سناست بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، وحس
کو چاہے، جس وقت چاہے اور جہ جہ چاہے سناستے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم نہیں سناستے لیکن
اس سے اللہ تعالیٰ کے سناستے کی نفی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ذہن پرستی

(قسط ۱)

وَأَمَّا مَا كَانَ عَلَى الْفِرْعَوْنَ مِنْ قِسْطٍ ذُكِّرَ بِهِ فَأُولَٰئِكَ يَخْلَعُونَ

ایک طرف ملک سیاستوں کی وزارت بھی مضموع (گھڑی) ہے

[illegible]

ذہن پرستی کے ص ۵۰ کو دیکھئے۔ تہذیبِ اہل تہذیب جلد ۳۰۳ کا حوالہ نہیں لکھا گیا۔
تقریبِ اہل تہذیب کی عبارت ہی حذف کر دی گئی لہذا
تقریبِ اہل تہذیب ص ۱۶۱ کا حوالہ لکھ کر رکھا کرتے۔

لیکن جن کو نہ ماننا ہو وہ نہیں مانتے، فرماتے ہیں۔

”گھڑی ہوئی ہے۔“ (”یہ قبریں“ انجیل میں اول و ثانی حصہ)

ۛ روایت کیوں ٹھہری ہوئی ہے؟ اس کی وجہ بتاتے ہوئے مولفوں تحریر فرماتے

ہیں۔

”اس روایت میں ذائقہ ادا ہے، ابن حجر ”تہذیب الشذیب“ میں اس کے متعلق کہتے ہیں ”کان حلی کثیراً“ وہ بہت زیادہ خطاط تھا، شہد کہتے ہیں میں نے سمری کیل سے نازان کے متعلق روایت کیا تو انہوں نے دیکر ابو الجحزی کی بری لگا دی اس سے زیادہ اچھا ہے اور ابو الجحزی جو نازان سے زیادہ اچھا لگایا اس کے متعلق یحییٰ بن معین کہتے ہیں ”کان یلذب حدو اللہ“ (لہذا اللہ کا دامن چھوٹا تھا)، عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ دو قال کی حیثیت سے تھا جانیگا، احمد کہتے ہیں کان یلذب الحدیث وشفقا لہ بہت زیادہ روایتیں ہیں طرف سے مگر ادا تھا۔ ”تہذیب الشذیب“ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ اور میزان الاعتدال صفحہ ۱۳۲ اب اس صحابی کی روایت کی حیثیت بھی ان کے سامنے ہے ابن حجر ”تہذیب الشذیب“ میں اس

ج (۳) تہذیب التہذیب ﴿ ۳۰۲ ﴾ الزام دہقان والزامی سزا دان ﴿

ب حوالوں کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

(٥٦) - دت - ریحان بن یزید الثعالبی البغدادی (١) روی عن عبد الله بن عمرو وحديث لا تحمل الصدقة لثني وعنه سعد بن ابراهيم وقال عثمان الدارمي عن ابن ميمون ثقوه وقال حجاج عن شعبة عن سعد بن ابراهيم سمع ریحان بن یزید وكان اعرايا صدوقا وقال ابو حاتم شيخ مجهول وذكر ابن حبان في الثقات قلت قال البخاري في تاريخه ثنا حجاج فذكره وقال عقبه وروی ابراهيم بن سعد عن ابيه فلم يرفعه

حرف الزای

(٦٥) في تاريخ م ٤ - زاذان (٣) أبو عبد الله ويقال أبو عمر الكندي مولاهم الكوفي الضرير البزاز يقال أنه شهد خطبة عمر بالجارية ١٣٦ وروى عنه وعن علي وابن مسعود وسلمان وحذيفة وأبي هريرة وعائشة وابن عمر وجابر والبراء بن عازب وهابس ويقال جبر القفاري - وعنه أبو صالح السمان والتمهال بن عمرو وأبو القنطاز عثمان بن عمرو وعلال بن إساف وأبو هاشم الزماني وعمر بن مرموق وطائفة بن السائب وزيد الياشي ومحمد بن جصادة ومحمد بن عثمان شيخ أحمد بن فضل وغيرهم - قال شعبة قلت الحكم مالك

(١) البدوي في لب الباب نسبة الى الياذة ١٢ (٢) زاذلي بزي
وذاق مجتمين (و الكندي) بكسر كاف ومكون نون وبمجهلة نسبة
الى كندة ١٢ ابو الحسن (٣) سبغ هاشم الخلاصة في سبغ
عشر راسر بن الخطاب الى الجابية وعقد لواء يوم الخميس متعصف صفر
ودفعه الى عامر بن ربيعة واستغلف على المدينة شمان ١٢ شريف الدين

۱۔ (تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۱۵۷) اور میزان الاعتدال صفحہ ۲۷۵
(جلد ۳) اب اس جہتی روایت کی حیثیت بھی دنیا کے سامنے ہے (تہذیب التہذیب جلد ۱
صفحہ ۱۷۷)

پہلا حوالہ - تہذیب القہذیب جلد ۳ - عدد ۳۰۳ - ۳۰۲

51

معلوم نہیں کہ اس سے افواغی خبری کے متعلق موصوف نے یہ جرح نقل کی ہے۔
جن کتابوں کا اشارہ ہے حوالہ دیا ہے ان میں تو افواغی خبری کے متعلق کچھ بھی نہیں
کا قول اس طرح بیان ہوا ہے :-

ابو القاسم الطائفي المصنف
وهو شيخ (مدرسة) بغداد ٣
١١٤٥ هـ

[illegible]

زاواں کے متعلق

تهذيب التهذيب

الإمام الحافظ الحجة شيخ الإسلام شهاب الدين
 أبو الفضل محمد بن علي بن محمد السخاوي
 (توفي سنة ١٠٠٠هـ) رحمه الله تعالى

فصل في معرفة ما يجب من العلم
والعلم الذي هو العلم بالحق
والعلم الذي هو العلم بالباطن
والعلم الذي هو العلم بالظاهر
والعلم الذي هو العلم بالداخل
والعلم الذي هو العلم بالخارج
والعلم الذي هو العلم بالمتن
والعلم الذي هو العلم بالمتن

تهذيب التهذيب
لابن حجر العسقلاني

الموسم الثالث
دار السلام

اب یہ لطیف بھی دیکھتے چلیں کہ امیر المسلمین نے ابو الجعفی کا نام تو تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال کی جلد ۳ کے حوالے سے نقل کیا ہے (جو غلط ہے) اور پھر اپنی اسی تحریر کے نیچے ابو الجعفی کے مزید حالات صرف تہذیب التہذیب کی جلد ۴ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔ امیر المسلمین کی اس کیفیت کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

عمر اپنی حالت کا نہیں ہے کچھ احساس مجھے
ہم نے اوروں سے سنا ہے کہ پریشان ہوں میں

اب ملاحظہ ہو امیر المسلمین کی تحریر۔

معلوم نہیں کہ کون سے اور الجعفی کے متعلق یہ صورت نے یہ جرح اتفاق کی ہے۔
ہیں کتابوں کا انہوں نے جو روایات ہیں ان میں ابو الجعفی کے متعلق کوئی کتاب نہیں
کا قول اس بار بیان ہوا ہے۔

ابو الجعفی ترقی و طاقی احمد سعید
و ہونست التہذیب جلد ۲
و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

۵۲
انقصنا وقال جلال بن خطاب كان
من افاضل اهل الكوفة
ذكره ابن حبان في الثقات وقال
العلی قاضی ثقتہ فیہ تشیع ونقل ابن
خلکان توثیقہ عن ابن حبان وقال
ابو احمد الخافعی انکفی لیس بالقوی
عندہم کذا قال وهو مسود تہذیب
التہذیب جلد ۲ ص ۵۳
نہ دیکھا کہ ابو الجعفی طاقی ہم سب سے
زیادہ عالم اور ہم سب سے زیادہ فقیہ
ہیں اور طاقی بن خطاب نے کہا ابو الجعفی
اہل کوفہ کے افاضل میں سے ہیں۔ ابن
حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔
جلی کہتے ہیں ثقتہ میں ہیں کچھ تشیع
ہے لیکن کہ حضرت علی کے ساتھ رہتے
تھے۔ ابن خیر نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے
ابو احمد نے کہا ابو الجعفی ان کے نزدیک
قوی نہیں، اگرچہ انہوں نے یہاں کہا ہے
لیکن یہ سوچ ہے۔

یعنی رجال کی کتابوں میں نام ایک جلد میں ہوتے ہیں۔ اور ان کے حالات کسی دوسری جلد میں۔! واہ بہت خوب۔

نوٹ : اسماء الرجال کی کتابوں میں راویوں کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے لکھے ہوتے ہیں۔ سعید بن فیروز کا حال تہذیب التہذیب جلد ۴

ص ۵۳ - ۵۲ پر ہے اور ذرا ان کے متعلق تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۰۳ - ۳۰۲ پر

اب ملاحظہ کیجئے کہ امیر المسلمین کی پیش کردہ عبارت جو تہذیب التہذیب کی جلد ۴ ص ۵۳ پر ہے اور ان کی غلط بیانی کو کتنے واضح اور نمایاں انداز میں پیش کر رہی ہے۔

تہذیب التہذیب

لابن حجر العسقلانی

المحقق النجاشی
دار صادر

ج (۴) تہذیب التہذیب ص ۷۲ ابن السیسی سعید

(۱۲۴) ج ۴ - سعید بن خروان (۱) شامی - روی عن ایہ و صالح بن یحیی بن
المقدام بن سعدی کرب - وعنه معاویہ بن صالح و ابو وہب المارثی عنہ

الکلاعی - ذکرہ ابن حبان فی الثقات - روی لہ یو داود حدیثا واحدا فی
الصلاة - قلت - قال صاحب المیزان هو وابو داود لا یفرق من ہما قال عبد الحق
وابن القطان اساده ضعیف

(۱۲۵) ج ۴ - سعید بن خروان (۲) البیہقی ابو النضر بن ابی سعید - روی عن
یحیی بن ابی بکر الکرمانی وابی النضر و یحیی بن ابراہیم - وعنه الساقی والحسن
ابن ابی بن حنبلہ وابو یحیی البزار وابو علی عبد اللہ بن محمد بن علی البیہقی الحافظ
وابو سعید محمد بن شاذان - قال الساقی لا بأس بہ - وقال الحاکم قرأت بخط
ابی عمرو المستملی ثوبی بکفہ سنہ (۲۰۴۱) -

(۱۲۶) ج ۴ - سعید بن خروان (۳) بن فلان بن سعید بن العاص - عن ام خالد - وعنه ابراہیم بن

ادب پرستی

۱۰۱ - کیا یہ کفر نہیں ہے؟ اشرار صاحب نے تو یہی کہہ دی، وہ رسول جس کے خلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ وَكَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِكَافِرِينَ هُدًى يَكُونُونَ ۚ

۱۰۲ - رسول میں سے جو ایسا ہے جس کا قول قرآن ہے۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ وَكَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِكَافِرِينَ هُدًى يَكُونُونَ ۚ

کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفوذ باللہ غلط اطلاع دی کہ عبداللہ بن مسعود سے قرآن پڑھو۔ جب وہ موزن کا قرآنی سورتیں پڑھنا قبول کر سکتے ہیں تو پھر منکرین حدیث اور بھی فائدہ اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ نہ جانے وہ اور بھی کیا کچھ بھول گئے ہوں گے۔

اس کے ساتھ احادیث کو پرکھنے کے اصول کے بارے میں امیر المسلمین کی تحریر بھی دیکھ لیجئے جو انہوں نے اپنی کتاب "تفہیم الاسلام" میں جو انکار حدیث پر لکھی جانے والی کتاب "دوا اسلام" کے جواب میں لکھی۔

تفہیم اسلام

دوا اسلام کا حقیقی جواب

۵۸

حدیث کی سند میں جو بڑی آگے ہیں انہی کا جائز ہونا یا نہیں اگر وہی جائز ہوتا ہے تو ثابت ہو جائے کہ حدیث صحیح ہو جائے گی، حالانکہ انہی کی حدیث کو پرکھنے کے فرائض کے بعد تو یہ بات سب سے پہلی کہ ایک مستقل حیثیت ہے اور پھر ہر مسئلہ پر جو اصولی امور ہوں گے وہی ہوں گے، جب ان تمام مبادیوں سے کوئی حدیث بے داغ ثابت ہو جائے تو اس کو صحیح کہا جاتا ہے، میں لوگوں کو یہ غلط فہمی کہ میں انتہائی ایک ذریعہ ہے، وہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے کہ کوئی حدیث گھڑ دی اور دو چار فقرہ آدمیوں کے نام پر مندرجہ اس کے فقرے ہرے متن کے ساتھ لگا دے، لہذا حدیث صحیح ہوگئی، ان کو یہ نہیں معلوم کہ اس طرح مندرجہ دینے سے حدیث صحیح نہیں ہوگی، قطع نظر دوسرے فرائض کے وہ تو فی سلاطین و امراء کے سامنے بھی پوری نہیں آتے کہ مثلاً ایک شخص کسی حدیث کو نقل کر رہا ہے اور اس نے دیکھا کہ اسے کہ جسے امام مالک نے بیان کیا ہے اسے امام مالک نے ان سے جدا لکھ کر منور کر دیا، اسے منور لکھ کر منور کیا۔۔۔ یہ مندرجہ اگرچہ جامع الامانہ اور ملت القریب (حسنہ کار خیر) ہے لیکن حدیث کی صحت کے لئے کافی نہیں اس لئے کہ اس کی حدیث میں صحت کی قطع میں ہر گاہ مسلم سے اوپر کی سند بہ شک بہت اعلیٰ اور ستر ہے لیکن پوری سند میں یہ بات نہیں لکھا حدیث چاہے اعتبار سے غلط ہے لیکن اگر اس کی سند اس کی صحت کے لئے کافی نہ ہوگی، اب حدیث کی صحت کے لئے اس کی سند مسلم کرنا ہوگا، اگر حالات داخل کے تو وہ قبول ہوگا اور اس کی حدیث کا اعتبار نہیں ہوگا لہذا اگر حالات مل گئے تو وہ صادق ہوگا یا کذب، اگر کذب ہو تو اس کی حدیث کا انکار کر دیا جائے گا اور وہ حدیث قبول نہیں ہوگی اور اس کے لئے اگر دھوکہ دیا کہ اس کو صادق کہہ دیا، اگرچہ یہ نامکمل ہے اور ایسا بھی نہیں ہو

کسی فاضل حدیث کو تمام حدیثی نے صادق کہا ہو لیکن اگر باقرض حال کیا ہو جائے تو پھر دوسرے بیعت کی تلاش ہوگی، مثلاً عائشہ کی قرآن، وہ ہمہ ماہذ امیر کی متن اور تفسیر کی اطلاع کا غلط غلط کر لیتے ہیں وغیرہ اور ان میں سے ایک میں جب باقی اس حدیث کا اعتبار نہیں ہوگا، اب ان تمام جہوں سے وہ صحیح کیا اور تمام حدیثی نے نفس سے بالاتفاق اس کو برکھلا دیا، اگرچہ یہ نامکمل ہے اور انہی کے ہمارے کسی بھی حدیث کو انہی نے نقد کیا ہو تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ وہ کتنا ہے کیا امام مالک کے دوسرے شاکر بھی اسے بیان کرتے ہیں یا نہیں، اگر بیان کرتے ہیں تب تو پھر وہ حدیث دوسری سند سے ثابت ہو جائے گی اور اگر دوسرے شاکر بیان نہیں کرتے بلکہ وہ کسی کے نفوذ و روایت کہنے ہیں تو کسی کی روایت کہ وہ حدیث شاکر ہوگی اور صحت کے دھوکہ دے کر جانے کی اور اگر مسلم کی بیان کردہ حدیث کا مضمون بالکل نیا ہوگا تو پھر وہ برحالت میں طریق ہوگی اور یہی ایک قسم کی کمی ہے، ہر حال مسلم کی بیان کردہ حدیث ہرگز صحت کے دھوکہ دینے کی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ابتدائی منازل میں یہ حدیث ضعیف ثابت ہو جائے گی، مزید برآں مسلمی پیچھے چھوٹے آدمی کے لئے یہ کتنا مشکل ہوگا کہ وہ اپنی پوری زندگی فقوی و فہمات

۱۰۱ - میں نے ساتھ ساتھ اسے اور اگر یہ شکل کام میں نہ تمام دے دی تو بھی حدیثی کے عقل سے نکالنا اس کے لئے بہت مشکل ہوگا، اس لئے کہ حدیثی کی گزشتہ سے وہ لوگ بھی پہنچ سکے جو صالح تھے لیکن یہ کہ حدیثی سے بہت میں غریب کر دیا کرتے تھے، یہ لوگ بھی باوجود اپنے زہد و تقویٰ کے حدیثی کو دھوکہ دے سکے، غرض یہ کہ حدیثی میں حدیث کو صحیح کہا، وہ حقیقت میں غلطی سمجھتے تھے، اس لئے کہ اگر وہ دھوکہ دے کر تمام منازل کو اس نے عبور کر کے ہی مقام صحت کو حاصل کیا ہے، جو لوگ اب بھی صحیح حدیث کو شکی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ فقہ حدیث سے نا آشنا ہیں اور ان تفصیل کا انہیں علم نہیں ہے اگر انہوں کو عام کرم یا جائے تو انہی کا تمام شکوکہ دور ہو جائے گا، حدیثی کے کارناموں کی یہ لوگ بھی اس طرح دوا دیں گے کہ اس طرح میں ہر مسلم پورے حدیثی نے دی ہے، غرض اس صورت کے بعد یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حدیثی جو شخص چاہے حدیث کو دھوکہ دے اور اس کے ساتھ ایک سند لگا دے، وہ حدیث صحیح ہو جائے گی اور یہ کتنا عجیب ہے کہ معاملہ اس قدر الجھ چکا تھا کہ اس کو سمجھنا انسانی دماغ سے باہر تھا۔

بقی صاحب اربع احادیث اور موضوع احادیث کا سامنا فرماتے تھا، صحیح کو موضوع سے بڑی آسانی سے الگ کر دیا، واضح ہیں کہ تمام حدیثی کا مضمون تھا وہ نام آیا اور حدیث کو موضوع سمجھ لیا، اگرچہ بڑے حقارت اور موضوع میں کہ نام کے ساتھ عوام و غفہ اندیشہ لکھتے ہیں، حدیثی کے ہاں جہاں میں اور حدیثی کی فرست میں شامل ہیں، وہ حدیثی کے علم سے دھوکہ کھانگے، حدیثی کے زہد و تقویٰ سے ان کو متاثر نہ ہوا، حدیثی کی اصل علت تو اس کام میں صرف ہوئی کہ وہ حدیث و حقیقت رسولی اور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھی وہ حدیث میں وہی صورت ہے یا نہیں، غلطی ہوئی احادیث کے سلسلہ میں انہیں کوئی دشواری نہیں ہے نہیں آتی، لہذا غریب کا شہرہ بدنام ہے۔

اب امیر المسلمین کی اسی "تفہیم الاسلام" میں ایک اعتراض کا جو جواب انہوں نے دیا ہے اسے بھی دیکھئے۔

۱۰۶ - بقی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

غلط فہمی امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی، نو سو اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور سترہ ہزار حدیثیں انہیں ہو کر دے دیں اور شریعت کو دیا۔

.... جب سوا لاکھ چکے تو اسے ہائی میں چھپا کر کہنے لگے کہ اگر اس میں کسی حدیث میں تو یہ نہیں چھپے گی چنانچہ وہ نہ بھیجے، ایک دن حدیث پڑھا رہے تھے کہ پھر کچھوں میں گھس گئے، اس نے سو لاکھ تیرہ لاکھ مالک کو لکھا لیکن امام صاحب نے وہی رقم کر

بقی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

غلط فہمی اس گپ کے علاوہ وہ کتاب نہ بھیجئے، اور پھر کہہ دئے کہ گپ پڑھی قابل وار ہے (دوا اسلام ص ۵۸)

موصوف کی سند و مرجع الہادیت سے تقویہ اور حفاظت شرعی ہوتی ہے، تو یہ
 میں اتنے غم کے باوجود حفظ و حرمت کے معاملہ میں علماء کی رائے کو پیش کرنا میری عادت
 ہے کیا تو یہ کہہ رہے؟

اس کے بعد جب "توحید خالص" دوم میں اس مسئلے کو اردو واضح انداز میں پیش کیا گیا کہ

[illegible]

و نیز مریدان و پیروان خود را در این راه راهنمایی و ترویج می فرماید و در این باب می فرماید:

ابن خلدون کی اس حدیث کی شرح کا ترجمہ

[illegible]

٢٤
 وسمي في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٤٥ هـ
 انما هذا هو الذي ذكره في كتابه
 من بين الكتب التي ذكرها في كتابه
 في تاريخه في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٤٥ هـ
 انما هذا هو الذي ذكره في كتابه
 من بين الكتب التي ذكرها في كتابه
 في تاريخه في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٤٥ هـ

میرا اس کا جواب امیر المسلمین کی ذہنی پرستی قسط دوم میں اس طرح پیش کیا گیا۔

[illegible][illegible]

جب امیر المسلمین کے اس مفکر اڑانے والے انداز کا جواب "خدا قبر" میں
 دیا گیا تو امیر المسلمین نے اس کے جواب میں لکھی جانے والی ذہن پرستی کی چڑھتی
 قسط میں اسے نظر انداز کر دیا کہ گویا یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو
 "خدا قبر" امیر المسلمین کی ذہن پرستی قسط دوم میں مفکر اڑانے والے سوالات کا
 جواب۔ اور سخاوت کی صحیح حد کی تصریح۔

عذاب قبر ۹

[illegible]

تجربہ کاروں و مسلم کی عداوت کوئی کیفصل کے خلاف آپ پر بڑھانے لگا ہے کہ اندر بخلف
کے جو کہ یہ ہے کہ قریب کے قریب میں ایسے آدمی جانتے ہیں کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ وہ کیجئے اور جتنے کہ
ہے۔ اس قسم میں وہ جو حالے ظلم کرنے پر عداوت کا یہ انداز میں استہکاک کرے گا
تو یہ سب کچھ غلط ثابت ہو گا کیونکہ ایسی قسمیہ اور شرع کے خلاف یہ کہتا ہے کہ یہ نصیر
شرع کا کلمہ ہے اور نصیر ہی کہہ گا کہ یہ لازم آتی ہے۔ پھر ان کی عداوت میں منکر و مزید گاہ
زور دینا چاہئے۔

حضرت کا کہنا ہے کہ ان حضرات کی ایک ایک بات کا جواب دیکھ کر کہ وہ حق کو پا جاتے تھے
جس کو خدا نے عطا کیا تھا۔ جان کر خدا سے کہہ دیتے تھے وہ بات سے ظہور ہو کر خدا سے سب
سے چھپا ہوا اس بات کے ثبوت بنی کہ حق کو دیکھ کر کافر کو مژدہ نہ ہوا جاتا ہے۔ کفار کی اس حدیث کو
پھر کئی کئی جگہ سے کہہ کر دین کی کھالوں کا مژدہ اپنے دکان کو لانے والے کو ان کی عیال پر ملتا ہے۔ ان کو
انہی کے لئے ہوتا ہے اور سوال و جواب ختم ہوا کرتا ہے۔

کچھ لوگ اس قدر غفلت کا شکار ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ہر قسم کی شرارت کی قیامت کے
دن کی اس گندہ بھڑک ماحول کے آگے توجہ نہ کر سکتے ہیں تو ان کی جان بچانے کے لئے خدا تعالیٰ ان کے دل کو
چاہے وہ کچھ ہی سمجھ سکیں ان کی دل میں لکھ دیتا ہے کہ اب اس کا کام اچھا کرنا ہے اور اگر
چاہے یہ جنت میں لے جائے گا لیکن ان کی دل میں لکھ دیتا ہے کہ اب اس کا کام اچھا کرنا ہے اور اگر
چاہے جہنم میں لے جائے گا لیکن ان کی دل میں لکھ دیتا ہے کہ اب اس کا کام اچھا کرنا ہے اور اگر
قیامت تک اس کا حال یہ رہے گا۔ اب اس کی دل میں لکھ دیتا ہے کہ اب اس کا کام اچھا کرنا ہے اور اگر
نہیں اس کا دل اس کے لئے ہے۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ كَاذِبُونَ

خود ان کی ذہن پرستی کو داغ کر دیتا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر بخاری
تو یہ حدیث بھی لاتے ہیں۔ جس کا ذکر غلبہ قبر میں بھی کیا گیا ہے۔

۱۰۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔

صحیح بخاری جلد دوم

ان حضرات علیہ السلام رحمہم اللہ

کتاب النبی

۲۸۲

صحیح بخاری جلد دوم

باب ایک بیست و نہم کہ ہے
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ وَهُوَ عَلَى
الْحَسَنَةِ قَوْلُ شُعْبَةَ

۱۰۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۱۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۲۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۳۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۴۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۵۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۶۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۷۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۸۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۹۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۲۰۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔

۱۰۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۱۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۲۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۳۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۴۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۵۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۶۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۷۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۸۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۱۹۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔
۲۰۔ حدیث میں ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ کے لئے شہید کہتے ہیں
ان کا یہ دعویٰ سچی بات ہے۔ ان کو اللہ کے لئے شہید کہا جائے گا۔

اپنے نظریے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے امیر المسلمین ذہن پرستی قسط اول
میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

ایسا نہ ہو کہ ائمہ اور امام بخاری پر ہوس لئے کہ وہ اس
بات کے قائل ہیں کہ مردہ دفن کے بعد جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

اس کے بعد بھی امیر المسلمین کا یہ کہنا دوسرے ذہن پرستی کا شکار ہیں۔

اب اگر اسی احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو کیا براہ راست قرآن مجید کی نص قطعی اور صحیح احادیث سے ٹکراؤ نہ ہو گا اور انکار حدیث کے نقد
کی آڑ میں جو لوگ آج الحاد کی نظام کا پرچار کر رہے ہیں کیا وہ ان باتوں کو آڑ بنا کر سیدھے سادھے لوگوں کو گمراہ نہ کریں گے؟ آج سارے باطل نظریات
کے علمبردار اپنا پورا نندا اس بات پر لگا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کی صحت کو کسی طرح مشکوک ثابت کر دیں کہ آج ان کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ صحیح بخاری
کی احادیث ہیں۔

اب اگر وہ ان باتوں کو اپنے مکارانہ اور عیارانہ انداز میں پیش کریں کہ ایک طرف صحیح بخاری میں ہے کہ مردہ دفن ہونے کے بعد جوتوں کی چاپ
سنتا ہے (اذا اس حدیث کے ظاہری معنی لئے کر آج امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ یہ بن گیا ہے کہ اسی قبر میں مردے میں روح ٹوٹا کر اسے زندہ کر دیا
جاتا ہے)

اور دوسری طرف صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ مردے کا جنازہ جب اٹھایا جاتا ہے تو وہ کلام کرتا ہے۔ جو دفن ہونے سے پہلے کا معاملہ ہے۔
تو سیدھے سادھے لوگ کیا کریں گے۔

جبکہ قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث کی روشنی میں بآسانی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد اس مردے کا اسی دنیاوی قبر میں دوبارہ زندہ
ہونا مراد نہیں ہے اور صدیوں پہلے اس کی یہ تشریح بھی موجود ہے تو آخر کیوں ان داغ تشریحات کے بعد بھی ان کو رد کر کے یہ باطل عقیدہ بنایا جلتے اور اگر
حدیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو پھر تو ہر باطل پرست کو اپنا نظریہ پیش کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ مثال کے طور پر صحیح بخاری کی اس

حدیث کو دیکھئے۔
صحیح بخاری جلد دوم
قرمید پبلشرز لاہور

یہ ایک امت کا بیان ہے جس کو ان کے کئی کئی گروہوں نے اپنا اپنا گروہ بنا لیا ہے۔ ان گروہوں میں سے ہر گروہ کے اپنے اپنے گروہی سربراہ ہیں۔ ان گروہی سربراہوں کو گروہی سربراہی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان گروہی سربراہوں کو گروہی سربراہی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان گروہی سربراہوں کو گروہی سربراہی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اب ابن تیمیہ کا کتاب الوسیلہ کی یہ تحریر دیکھئے۔

[illegible][illegible]

Singapore

درمان پستی
اقطاع

[illegible]

اور پھر حدیث کے الفاظ میں کہ جب وہ قرب واپس جاتے ہیں اس وقت مردہ ان کی جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

اب اس روایت کے بارے میں امیر المسلمین کی تحریر ان کی تاریخ الاسلام والمسلمین کے ص ۱۱۱ پر دیکھیں۔

⑨ کہ اگر کسی نے کسی اور کو اپنے مال سے عین حق میں کچھ دیا تو اس کا ثواب اس کے لئے ہے۔

امیر المسلمین ان باتوں کو نظر انداز نہیں کریں گے اور حقیقت کو اصولوں پر پرکھنے کے لئے تحقیق کا صحیح راستہ اختیار کریں گے۔ اب امیر المسلمین نے اسی دنا دوی قرص میں مردہ کو زندہ ثابت کرنے کے

...حلقہ یاران

ظہور حسین۔ عاصم آباد کبیر والہ ملتان

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ بھائی! بہت مسرت ہوئی
یہ جان کر کہ اللہ نے آپ کو توفیق دی اور آپ اپنے آبائی دین
شیعہ مذہب سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور اس
ایک الہ واحد کی بندگی کی طرف مائل ہو گئے جو دراصل مشکل
بھی ہے اور پکارنے پر لینے بندوں کی شستا اور مدد بھی کرتا ہے
ہاں پیار سے بھائی اس راہ میں مشکلات و آزمائشیں تو
ضرور آتی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی یہ غلوص دعا میں
قبول فرمائے اور آپ کو اور ہمیں صبر و استقامت سے
اپنے دین پر جمائے رکھے آمین۔ آپ کا پتہ لکھ لیا گیا ہے،
جی نہیں مجھ کی کوئی قیمت مقرر نہیں۔ پسندیدگی کا ثبوت
بہت شکریہ

اما یوسف احمد بھولا۔ سان فرانسسکو۔ امریکہ

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ دُرُودِ شَکْرِ اللہ تعالیٰ کا شکر
اتنی دُور سے یاد فرمائی کا شکریہ اثناء اللہ جزیرہ
کی ہر اشاعت آپ کو بھیجی جلتے گی۔ جی نہیں بھائی کوئی
سالانہ چندہ وغیرہ مقرر نہیں ہے اس سلسلے میں آپ کو
۳۰ روپے یا ۲۰ روپے لکھیں اگر اس سے مستفیق ہوں تو آپ کو
کچھ بھی بھیجیں گے ہمیں قبول ہو گا اللہ تعالیٰ اجر دینے والا

محمد اسلام گرین ٹاؤن لاہور

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ دُرُودِ شَکْرِ اللہ
بس بھائی یہ اللہ رب العزت کی کرم نوازی
اور دستگیری ہے ورنہ ہم جیسے کمزور و ناتواں بندوں کے
بس میں تو کچھ بھی نہیں مگر ایک سوال کی پٹل شکلیں، خوبصورت
کارڈز کی صورت میں الگ سے چھپ چکے ہیں

بہن بشری نثار کراچی

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ دُرُودِ شَکْرِ اللہ

”جل اللہ“ دیکھ کر آپ کو بے پناہ خوشی اور اطمینان کا احساس ہوا اور ہر حال
جدا سر حالکے کائنات کے حضور اعتراف و شکر و سپاس سے جھک گیا کہ ہماری نہایت
کوششیں و ایمان نہیں گئیں۔ آپ نے ہمیں تشنگی کا احساس دلایا دسائے نئے اجاڑتے آ
دی ہم نے صفات برہمادیے۔

ختم بہن خواتین کے لئے الگ صفحات مخصوص کرنا تو بہت مشکل ہے
ہاں اصوات المؤمنین اور صحابیات کے بارے میں مضامین ہم ضرور شائع کریں گے۔ انشاء اللہ قرآن
آپ بہنوں کے لئے ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ ہر انگریزی ماہ کے تیسرے
تیسرے کو چار بجے صبح صبح کے مکان ۱۸۔۱۵ ای رفاہ عام سوسائٹی طبرکات اللہ
میں پوری کراچی کی خواتین کا مابان اجتماع ہوا کرتا ہے جس میں ہم خیال بہنیں اکٹھی ہوتی ہیں
یا بھی رابطہ و مصیبت اور تبادلہ خیال کے علاوہ آم مسلمان کا درس قرآن بھی سنتی ہیں
امید ہے کہ آپ کو صوبائی کے فریقہ کو محسوس کرتے ہوئے نہ صرف
خود بلکہ دوسری بہنوں کو بھی اس پاکیزہ عمل میں شرکت کی دعوت دیں گی۔

لیاقت علی۔ کویت

وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ دُرُودِ شَکْرِ اللہ

بھائی لیاقت آپ کا عنایت نامہ ملا۔ ہم کچھ نہیں کہتے مولے اس کے کہ
جزاکم اللہ احسن الجزا۔

باسط لٹاز کوچر الزوالہ

جل اللہ کی پسندیدگی کا شکریہ۔ حدیث دل پر ہو
تو اب آپ کی سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ پرچہ شائع ہونے میں دیر کیوں ہوئی ہے

آپ یہ مجلہ پڑھ کر زیادہ سے زیادہ حضرات کو پڑھوائیں۔

ساتھ ساتھ! جیسا کہ آپ کو علم ہے: جل اللہ کی اشاعت دسائے کی کمی کے باعث نہایت محدود ہوتی ہے۔ لہذا کوشش یہ ہوتی
چاہیے کہ ایک سال سے زیادہ سے زیادہ حضرات مستفید ہو سکیں۔

ہم نئے عزم سے بنیادِ سحر رکھتے ہیں!

رپورٹ: عبداللطیف حسن لاہور

ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

ناشتے کے بعد دس بجے عربی کلاس کا پروگرام ہوا۔ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے دینی علوم میں عربی زبان کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”قرآن و حدیث کا علم جن پر دین اسلام کی بنیاد ہے اس کا صحیح فہم عربی سیکھے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ہر ساتھی عربی زبان جاننے کی بھرپور کوشش کرے۔ شرکاء کلاس کو آپ نے عربی سیکھنے کے مختلف آسان طریقے بتائے۔ آخر میں ناظم گوجر انوار آصف نصیر الدین مسلم صاحب نے ناظرین کو کتاب ”عربی کا معلم“ پیش کی۔

گیارہ بجے ناظرین کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ نزعہ نزعہ اور عمر رسیدہ مختلف خاندانوں مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے ایسے جیلے جو جاہلیت سے برسرِ پیکار ہیں۔ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگے۔ تقاریر کا یہ سلسلہ افان ظہر تک جاری رہا۔ ہر ناظم کو تقریر کے لئے پانچ سے دس منٹ تک دقت دیا گیا۔ کچھ ساتھیوں کو بھی خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔ تمام مقررین نے مختصر و جامع تقاریر کیں۔

سامعین نے نہایت دلچسپی سے تمام تقریریں سنیں۔ پہلے ادھر سے سماہی اجتماع میں نئے ناظرین کی تقریر کے بعد صوبہ پنجاب میں ناظرین کی تعداد پچاس تک پہنچ چکی ہے۔ تمام ساتھی جس نظم و ضبط کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو رہی تھی کہ یہ تربیتی اجتماع بین الصوباتی رابطے کا موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ ٹرانسپورٹوں کی ہڑتال کی وجہ سے بہت سے ساتھی بندوبست میں یا دیگر ذرائع سے جس ذوق شوق سے آ رہے تھے اس سے بھی یہ چیز عیاں تھی۔ احباب چاہتے ہیں کہ سماہی تربیتی اجتماعات ہر وقت منفقہ ہوتے رہیں۔

مناظرہ کے بعد ۲ بجے ناظرین کا دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جو مناظرہ صبح جاری رہا۔ اس اجلاس میں مختلف طبقوں میں ہونے والے پروگرام کو بہتر بنانے کے متعلق غور کیا گیا۔ ناظرین نے دعوت کو موثر طور پر آگے بڑھانے کے لئے تجاویز پیش کیں۔ جو ناظرین بسوں کی ہڑتال کی وجہ سے دیر سے تشریف لائے تھے۔ وہ بھی دوسرے اجلاس میں شریک ہوئے۔ ناظم

۲۵ دسمبر کو پنجاب کے ساتھیوں کا میسرما سماہی اجتماع مسجد توحید کوٹ سونڈا ضلع شیخوپورہ میں ہوا۔ ۲ دسمبر سے پورے صوبہ میں بسوں کی مکمل ہڑتال تھی۔ میں بندوبست میں کوٹ سونڈا پہنچا۔ ناظم علامہ عبداللہ خان صاحب حسب معمول ہی نہایت گرمجوشی سے ملے۔ کچھ دیر بعد ناظم ضلع شیخوپورہ عبدالجبار صاحب بھی تشریف لائے۔ ۳ دسمبر شام سے ہی مختلف طبقوں کے ناظرین ساتھیوں کے ہمراہ پہنچے گئے۔ صبح شروع ہونے والے تربیتی پروگرام میں شامل ہو گئے۔

۴ دسمبر صبح نماز فجر کے بعد امیر پنجاب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے درس ارالہ قرآن و حدیث دیا۔ آپ نے بتایا۔

”توحید ہی وہ جوہری مسئلہ ہے جو انبیاء کی بعثت کا مقصد عظیم تھا۔ اللہ کے حکم سے سارے نبیوں نے اصلاح احوال کے لئے جو بات دنیا کے سامنے رکھی وہ یہی تھی کہ لوگو! اپنے اکیلے مالک کے فرمانبردار بنو۔ ہر حال میں اسی کے شکر گزار رہو۔ آخر کا نبی محمد رسول اللہ نے بھی یہی بات اپنی قوم کے سامنے رکھی۔ اَلْهٰکُمُ اللّٰہُ وَاَحَدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ البقرہ/۱۶۳

تمہارا پروردگار اکیلا پروردگار ہے۔ اس رحمن و رحیم کے سوا کوئی اللہ نہیں“

تاریخ شاہد ہے کہ خطہ ارضی پر بسنے والی جتنی قومیں عذاب الہی سے دوچار ہوئیں وہ سب کی سب مشرک تھیں۔ کیونکہ مالک نے دنیا و آخرت کے امن و سکون کا وعدہ صرف ایسے اہل ایمان سے کیا ہے جو شرک سے بیزار ہوں۔

الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم ببغیام او لیلک لہم الا من وہم معشرون۔ الانعام-۸۳

”جو لوگ ایمان لاتے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی۔ انہیں کے لئے امن و سلامتی ہے اور وہی راہِ راست کو پا گئے“

اللہ کی ذات صفاتِ حقوق اور اختیارات میں اس کی مخلوق میں سے کسی کو سامع بنانا ہی وہ عظمِ عظیم جو ناقابلِ معافی ہے۔“

صبح سات بجے صوبہ بھر سے آئے ہوئے ناظرین کا پہلا اجلاس ہوا باری باری تمام ناظرین نے اپنے طبقوں کے حالات سنائے۔ تبلیغی پروگراموں کی تفصیل بتائی۔ مشکلات، ضروریات اور درپیش مسائل پیش کئے۔ ناظم پنجاب نے انتہائی غور و توجہ سے ان کی باتیں سنیں اور مرکز پنجاب کی طرف سے

پنجاب نے جناب ڈاکٹر عثمانی صاحب کے پمفلٹ "تقریر گندہ شرک ہے" کی تلقینیں۔ تقریر گندہ شرک ہے۔ کے عنوان سے پیش کی۔ اس کو کشش کو تمام ناخین نے پسند کیا۔ (یہ پوسٹر محلہ کے پچھلے ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں) نماز عصر اور کسے کے بعد گشتی پر درگزام ہوا۔ ساتھی دو گرد پوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور سنت نبوی علیہ السلام کے مطابق گاؤں کی گلیوں اور بازاروں میں توحید کا پیغام سنائے کے لئے چلے گئے۔ واپسی اذان مغرب کے وقت ہوئی۔

عشاء کی نماز کے بعد ناخین کی تقاریر کا دوسرا دور شروع ہوا پہلی تقریر خان پوہ کٹورا کے ناظم غلام دین صاحب کی تھی۔ انہوں نے پہلے تو اپنی پر سوز آواز میں مختلف قرآنی آیات و احادیث سنائیں۔ بعد ازاں نہایت دلنشیں انداز سے ان کی تشریح کی۔ آپ نے فرمایا۔ "آج امت مسلمہ کا تقریباً ہر فرد توحید کی بجائے شرک کا پرچم اٹھاتے ہوئے ہے اور سنت کی بجائے بدعت کا پرچار کر بنا ہوا ہے کوئی اگر وہ یا کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آ رہی جو صحیح عقیدہ کی حامل ہو توحید کی داعی بڑی بڑی جماعتیں بھی شرک کے خلاف آواز نہیں اٹھاتی نجانے کونسی مصلحت انہیں اس کارِ عظیم سے خروم رکھے ہوئے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ توحید خالص ان سب کے ہاں بھی ناپید ہے۔ یہ کیسے مومن ہیں ان کے سامنے اللہ کے ساتھ شرک کر کے اللہ کو گالی دی جلتے سنت کا مذاق اڑایا جلتے اور یہ خاموش تماشا بنے بیٹھے رہیں۔ چاہے تو یہ ہے کہ ایسا ایمان ایمان کہلاتے جلنے کا مستحق ہی نہیں ہے۔"

دوسرے نماز فجر کے بعد امیر پنجاب نے درس دیا۔ سات بجے ساتھیوں کے لئے تربیتی کیمپ لگا۔ شرک۔ کیمپ سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے کہا۔

"ایمان کے بعد اعمال صالحہ آتے ہیں۔ عقیدہ اس وقت تک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتا جب تک ملی شکن میں جلوہ گر نہ ہو۔ قرآن تو بہر صورت ادا کرنے ہی ہیں۔ ان کے بغیر جھپٹکا رہیں۔ مگر دیگر نقلی عبادات کی طرف توجہ بھی ضروری ہے۔ سب ساتھی تلاوت قرآن کو اپنا معمول بنائیں روزانہ چند آیات با ترجمہ مطالعہ کریں اور ان پر غور و فکر کریں۔ احادیث نبوی صلیم کا علم حاصل کریں اور اسوۂ حسنہ کے جو پہلو بھی سامنے آتے جائیں۔ ان سے اپنی زندگی بجاتے جائیں۔"

ناشتے کے بعد صبح دس بجے مقابلہ سوال و جواب ہوا تمام ساتھی دو گرد پوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک طرف ملتان کے ساتھی تھے۔ جن کی

نمائندگی محمد یوسف ناظم یعنی کرہ ہے تھے باقی ساتھیوں کی ترجمانی فیاض محمود ناظم جوہر آباد نے کی۔ بھائی اللہ دتہ نے ہر گرد پ سے پندرہ سوال پوچھے۔ منصف کے فرائض ناظم لاہور سعید بن بشیر نے سرانجام دیے ضلع ملتان کے ساتھی تیس نمبروں سے یہ مقابلہ جیت گئے۔

نماز فجر کے بعد امیر پنجاب نے ناخین، ساتھیوں و دیگر احباب سے الوداعی خطاب کیا۔ آپ نے کہا۔

"مالک سے بڑھ کر کون بندوں کا خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ اس صبح آفا کے کمال شفقت و مہربانی کی انتہا ہے۔ کہ اس نے قیامت کے دن ہونے والے ایک عجیب و غریب اور اہم فیصلے سے اپنے بندوں کو بہت پہلے آگاہ فرمادیا تاکہ وہ ہوشیار رہیں اور کسی قسم کے دھوکے میں نہ مارے جائیں ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے کہا کہ آج اللہ کی بندگی کی بجائے نیک ہستیوں کی پرستش ہو رہی ہے۔ ان کو مدد کھاتے پکارا جا رہا ہے۔ ان کے واسطے واسطے ان کی دہائیاں دی جا رہی ہیں۔ آج امت یہ کام دین سمجھ کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ قرآن کا صریح انکار اور سنت نبوی کی تکذیب ہے کیونکہ مالک نے تو صاف فرمادیا کہ وہ تمہاری اس پوجا پاٹ سے بے خبر ہیں انہیں کچھ خبر نہیں اور قیامت کے روز جب ان نیک لوگوں کو بتایا جائے گا کہ یہ تمہارے بھاری ہیں تو وہ نیک لوگ ان کی تمام عبادتوں کا انکار کریں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے۔"

جناب امیر پنجاب نے کہا کہ آج ہماری بربادی کی اصل وجہ یہی ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت نے شرک کو مذہب بنا لیا ہے بشر کا نہ عقائد اس حد تک رچ بس گئے ہیں کہ اسلام کا بنیادی مسئلہ اللہ واحد کا مسئلہ یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔ شرک کے گھٹا ٹوٹ اندھیرے چاروں طرف چھائے ہوئے ہیں۔ اب صرف توحید کی لڑائی کرنا سے ہی چار سو پھیلی ہوئی ظلمت و تاریکی دور ہو سکتی ہے۔ پہلے بھی علاج کیا گیا تھا آج بھی یہی ایک علاج ہے اور جب کبھی بھی اصلاح ہوگی اسی انداز سے ہوگی۔ مالک کی برسوں سے روٹی ہوئی رحمت کو متوجہ کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ واحد کی زندگی کی طرف ساری دنیا کے انسانوں کو دعوت دی جائے اور شرک کی ناپاکی و دلدلی سے ڈرایا جائے۔"

ناظم پنجاب کے اس اختتامی خطاب کے ساتھ ہی دو روزہ مائی گرام اجتماع کا پروگرام ختم ہوا اور اب دھند دراز سے آتے ہوئے ساتھی نئے دہلی، تعمیر کے اعلیٰ جذبوں اور پاکیزہ انگلیوں سے بھرے دھڑکتے دلوں کے ساتھ ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔

بربادی کی اصل وجہ!

امت مسلمہ کی بربادی کی اصل وجہ یہ نہیں کہ — اس کے پاس وسائل کی شدید کمی ہے — یا وہ — موجودہ علمی میدان میں بہت پیچھے رہ گئی ہے — بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ — ایک مالک کو لاشریک دے ہمتا ماننے — اس ملت کی اکثریت نے شرک کو اپنا مذہب بنا لیا ہے۔ — اللہ واحد کے ساتھ ساتھ بے شمار "اللہ" تراش لے گئے ہیں — اور ان کی پوجا ہو رہی ہے!!

غضب تو یہ ہے کہ اس کام میں امت کے پیروں اور نام نہاد عالموں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے — دہی، اپنی دنیا بنانے اور اپنی اولاد کے "سہانے مستقبل" کا انتظام کرنے کے لئے شرک کے سب سے بڑے سرپرست بنے ہوئے ہیں —! ہر روز ایک نیا انچھر پھینک کر، اس کے منافع سمیٹنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے! — یہی وہ ہیں جو سیدائش سے لیکر موت تک، ہر مرحلہ پر اپنی "کارگزاری" کا "حق" جبراً وصول کرتے رہتے ہیں! انہی کی "شان" پر دغا کارِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ
بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

(سورۃ توبہ آیت ۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! ان مولویوں اور پیروں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کو اللہ کے راستے سے بھی روک دیتے ہیں۔ (سورۃ التوبہ آیت ۳۴)

یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ پیر اور مولوی صرف یہی ستم نہیں ڈھلتے کہ فتوے بیچتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں بلکہ انہوں نے غراہن کی خاطر ساری دنیا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسا رکھا ہے اور ایسی ایسی مذہبی رسمیں ایجاد کر لی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کا مرنا مرنا، شادی اور غم — جو کچھ بھی ہے، ان کو کھلائے پلائے بغیر نہیں ہو سکتا —! اسی لئے جب کبھی کوئی دعوتِ حق اصلاح کے لئے آتی ہے، تو سب سے پہلے اسی گروہ کے افراد اپنی عالمانہ فریب کاریوں کے ہتھیار لے لیکر اس کا راستہ روکنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہی ہوا باندھتے ہیں کہ دنیا حیران و ششدر رہ جاتی ہے — !!

تعویذ گنڈا
شرک ہے

احمد شریک ہے

تعوید - لٹکانا شرک ہے

- ۱- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۲- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۳- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۴- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۵- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۶- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۷- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۸- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)
- ۹- عبد اللہ بن مسعودؓ ۱۰۰ ہجرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ پریشانکاروں کے ساتھ ملایا اور میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بتاؤ کہ کیا تعوید شرک ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، یہ شرک ہے۔ (مسند احمد ۱/۲۸۹)

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی - مسجد تعوید علیہ کیاڑی کراچی